ماہنامہ انصار اللہ

مئی 2007ء
ہجرت 1386 ہش

ایڈیٹر
نصیر احمد انجم

مقابلہ حسنِ کارکردگی بین المجالس انصار اللہ پاکستان سال 2006ء

مجلس انصار اللہ مارٹن روڈ کراچی اور مجلس انصار اللہ مغلپورہ لاہور امسال اوّل قرار پائیں ہر دو مجالس کے زعیم صاحبان مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی سے علم انعامی حاصل کر رہے ہیں۔

مکرم زعیم صاحب مجلس دار الذکر فیصل آباد دوم آنے پر سند امتیاز وصول کر رہے ہیں

مکرم زعیم صاحب مجلس ربوہ سوم آنے پر سند امتیاز حاصل کر رہے ہیں

احمدی انصار کی تربیت کیلئے

ماہنامہ انصاراللہ

ایڈیٹر: نصیر احمد انجم

ہجرت 1386ھش مئی 2007ء

جلد نمبر 48

شمارہ نمبر 5

فون نمبر:- 047-6212982 فیکس نمبر: 047-6214631

ای میل:- ansarulahpakistan@gmail.com

نائبین

- ریاض محمود باجوہ
- محمود احمد اشرف
- صفدر نذیر گولیکی

پبلشر: عبدالمنان کوثر

پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ

کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ: انیس احمد

مقام اشاعت: دفتر انصاراللہ

دارالصدر جنوبی ربوہ (چناب نگر)

مطبع: ضیاء الاسلام پریس

شرح چندہ: (پاکستان)

سالانہ ..... ایک سو روپیہ

قیمت فی پرچہ ..... 10 روپے

اس شمارہ میں

اداریہ ..... صفحہ 2 تا 3

القرآن: ہستی باری تعالیٰ 4

حدیث نبویؐ: 5

عربی منظوم کلام 6

فارسی منظوم کلام 7

اردو منظوم کلام 8

کلام الامام: علیم و خبیر خدا 9

سبیل الرشاد 10

انتخاب خلافت اور خلفاءِ احمدیت کے اوّلین خطاب ..... 11 تا 24

مرتبہ: مکرم محمد محمود طاہر صاحب

فتح و نصرت تیرے ساتھ ہر دم رہے ..... 25 تا 26

کلام: مکرم لئیق احمد عابد صاحب

نظامِ وصیت کی برکات ..... 27 تا 34

از: مکرم محمد نصیر اللہ صاحب مربی سلسلہ

نظم: جبینیں ترلئے سجدوں میں تم گر جاؤ پروانو 35

کلام: مکرم محمد افتخار احمد نسیم صاحب

مکرم خواجہ سرفراز احمد صاحب ایڈووکیٹ ..... 36 تا 38

مکرم عبدالباسط صاحب شیخوپورہ

نتائج مقابلہ حسن کارکردگی ..... 39 تا 40

اداریہ

نشانِ عبرت

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بعض ایسی بستیوں کا ذکر فرمایا ہے جنہیں خدا تعالیٰ کے احکامات کی مسلسل نافرمانی کے نتیجہ میں تباہ و برباد کر دیا گیا ان میں سے بعض ایسی تھیں جن کو زلزلہ نے تہہ و بالا کر دیا اور بعض کو طوفان کی آمد نے اڑا کر رکھ دیا۔ بعض ایسی بھی تھیں جو مکینوں سمیت زمین میں دھنس کر رہ گئیں ......

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ایسی بستیوں سے گذرتے ہوئے جلدی سے گذر جاؤ کہ یہ خدا کے قہر کے مقام بن گئے ......

قرآن پاک میں ان بستیوں کا ذکر پایا جانا اس لئے ہے کہ ہم ان سے عبرت حاصل کریں۔ یہ ایسے واعظ ہیں جو خوابِ غفلت کی دبیز اوڑھنی اوڑھ کر سوئے ہوئے انسان کو یکلخت پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

انسان کو ہر وقت خدا تعالیٰ کی عظمت و جبروت کا تصور باندھ کر لرزاں و ترساں رہنا چاہئیے اور ہمیشہ ایسے واعظوں سے سبق سیکھنا چاہئیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے زندگی گذارنے کے قرینے سکھاتے ہوئے ہمیں سمجھایا کہ دُنیا سے ایسے گذرو کہ ”چاہئیے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔“

(کشتی نوح روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 12)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے اپنے قیام کشمیر کے دوران وہاں کے راجوں مہاراجوں کی توجہ اس امر کی طرف خوب مبذول کرائی چنانچہ صاحب حیات نور رقمطراز ہیں۔

”آپ کے حالات کا مطالعہ کرنے والا ہر شخص اس امر پر بخوبی آگاہ ہو سکتا ہے کہ آپ نے حق بات کہنے میں کسی بڑے سے بڑے دنیوی وجاہت رکھنے والے انسان کی بھی پرواہ نہیں کی۔ ایسے ہی بڑے لوگوں میں سے ایک شخص میاں لعل دین صاحب بھی تھے۔ وہ کسی وجہ سے آپ سے ناراض بھی تھے مگر آپ

اس امر کی پرواہ نہ کر کے اُن کے مکان پر تشریف لے گئے۔ان کا مکان حاجتمندوں سے بھرا پڑا تھا۔جب ہجوم کم ہوا تو آپ نے آگے بڑھ کر ان سے کہا کہ

”آپ کا جاہ وجلال ایسا ہے کہ عام علماء تو آپ کو کچھ کہہ نہیں سکتے اور ہر آدمی کیلئے ایک واعظ کی ضرورت ہے۔میں اس واسطے آیا ہوں کہ آپ سے دریافت کروں کہ آپ کا واعظ کون ہے؟اس پر انہوں نے کہا کہ میں اَن پڑھ آدمی ہوں، باریک باتیں میں سمجھ نہیں سکتا۔میں نے کہا ہر آباد شہر کے قریب کوئی اجڑا ہوا شہر ضرور ہوتا ہے اور ہر ایک امیر کے مکان کے قریب حوادث زمانہ کے مارے ہوئے امیر کا ویران گھر ضرور ہوتا ہے اور وہی ویرانہ اس کا واعظ بن سکتا ہے۔اس پر وہ کچھ متغیر ہو کر کہنے لگے کہ مولوی صاحب! آگے آئیں۔چونکہ میں اُن کے گھٹنے کے بالکل قریب ہی تھا اور آگے کوئی جگہ نہ تھی اس لئے میں نے سر ہی آگے کر دیا۔انہوں نے کہا کہ دیکھو! میرے بیٹھنے کا گدیلا تو وہ ہے اور میں ہمیشہ اس کھڑکی ہی میں بیٹھتا ہوں۔آپ دیکھیں۔اس کھڑکی کے سامنے ایک محرابدار دروازہ ہے اور اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ یہ میرے لئے واعظ ہے۔اس گھر کا مالک ہماری ہی قوم کا ایک شخص تھا اور اتنا بڑا آدمی تھا کہ سُرخ چھاتا اس کے لئے مہاراج کے سامنے لگایا جاتا تھا اور ہم لوگ تو کالی چھتری بھی مہاراج کے سامنے نہیں لگا سکتے۔اب اس مالک کا گھر ایسا ویران ہوا ہے کہ خود اس کی بیوی میرے گھر میں برتن مانجھنے پر ملازم ہے میں یہ سنتے ہی فوراً کھڑا ہو گیا اور یہ کہہ کر کہ آپ کے لئے یہ واعظ بس ہے وہاں سے چل دیا۔پھر میں نے یہ مضمون سرکار کے سامنے دوہرایا تو انہوں نے کہا کہ میرے لئے تو کئی واعظ موجود ہیں۔اول جہاں ہم لوگوں کو راج تلک لگایا جاتا ہے۔اس کے گرد جو بڑا ویرانہ اور کچے مکانات ہیں۔یہ سب اصل مالکوں کے مکانات ہیں اور وہ لوگ ابتک بھی ہم لوگوں کو سلام کرنے کے مجاز نہیں۔دوسرے جہاں میں کچہری لگاتا ہوں اس کے سامنے دھارا نگر ایک مشہور شہر تھا جو بالکل ویران ہے۔تیسرا اباہو کا قلعہ میرے سامنے ہے اور وہ بھی بہت بڑے طاقتور راجوں کا قلعہ تھا ہمارے لئے ان سے بڑھ کر کوئی واعظ ممکن نہیں۔پھر جن لوگوں کے ہم نے ملک لئے وہ بھی کچھ کم واعظ نہیں ہیں“۔

(حیات نور صفحہ 135-136)

القرآن

ہستی باری تعالیٰ

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ
اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ
يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ
مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ فَسَيَقُوْلُوْنَ
اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ○

(سورۃ الزمر: 54)

ترجمہ: پوچھ کہ کون ہے جو تمہیں آسمان اور زمین سے رزق عطا کرتا ہے یا وہ کون ہے جو کانوں اور آنکھوں پر اختیار رکھتا ہے اور زندہ کو مُردہ سے نکالتا ہے اور مُردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور کون ہے جو نظام کائنات کو تدبیر سے چلاتا ہے۔ پس وہ کہیں گے کہ اللہ۔ تُو کہہ دے کہ پھر کیا تم تقویٰ اختیار نہیں کرو گے؟

(اردو ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

حدیث نبوی ﷺ

مسکین کی تعریف

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! دُلَّنِيْ عَلٰى عَمَلٍ اِذَا عَمِلْتُهُ اَحَبَّنِيَ اللّٰهُ وَ اَحَبَّنِي النَّاسُ، فَقَالَ: اِزْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُحِبَّكَ اللّٰهُ وَ اِزْهَدْ فِيْمَا فِيْ اَيْدِي النَّاسِ يُحِبُّوْكَ

(ابن ماجه، باب الزهد فی الدنیا)

ترجمہ:۔ حضرت سہلؓ بن سعد بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے خدا کے رسول! مجھے کوئی ایسا کام بتایئے کہ جب میں اُسے کروں تو اللہ تعالیٰ مجھ سے محبت کرنے لگے اور باقی لوگ بھی مجھے چاہنے لگیں۔ آپؐ نے فرمایا: دُنیا سے بے رغبت اور بے نیاز ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تجھ سے محبت کرنے لگے گا جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس کی خواہش چھوڑ دو۔ لوگ تجھ سے محبت کرنے لگ جائیں گے۔

عربی منظوم کلام

وَلَهُ التَّفَرُّدُ فِي الْمَحَامِدِ كُلِّهَا

لَوْلَا مِنَ الرَّحْمٰنِ مِصْبَاحُ الْهُدٰى
كَانَتْ زُجَاجَتُنَا بِغَيْرِ صَفَاءِ

اگر خدائے رحمٰن کی طرف سے ہدایت کی قندیل نہ ہوتی تو ہمارا شیشہ صفائی کے بغیر ہی رہ جاتا۔

اَللّٰهُ خَلَّاقِي وَمُهْجَةُ مُهْجَتِي
حِبٌّ فَدَتْهُ النَّفْسُ كُلَّ فِدَاءِ

اللہ ہی میرا خالق اور میری جان کی جان ہے وہ ایسا محبوب ہے کہ میری روح اس پر تمام تر فدا ہے

وَلَهُ التَّفَرُّدُ فِي الْمَحَامِدِ كُلِّهَا
وَلَهُ عَلَاءٌ فَوْقَ كُلِّ عَلَاءِ

اس کو تمام قابلِ تعریف صفات میں یکتائی حاصل ہے اور اسی کو برتری حاصل ہے تمام بلندیوں پر۔

فَانْهَضْ لَهُ إِنْ كُنْتَ تَعْرِفُ قَدْرَهُ
وَاسْبِقْ بِبَذْلِ النَّفْسِ وَالْإِعْدَاءِ

اگر تُو اس کی قدر پہچانتا ہے تو تُو اس کی خاطر اٹھ کھڑا ہو اور اپنی جان کو فدا کر کے اور تیز دوڑ کر آگے بڑھ۔

مَلَكُوتُهُ تُبْقٰى بِقُوَّةِ ذَاتِهِ
وَلَهُ التَّقَدُّسُ وَالْعُلٰى بِغَنَاءِ

اس کی ملکوت اس کی ذات کی قوت سے قائم ہے اور اسی کو غناء کے ساتھ تقدس اور برتری حاصل ہے

(القصائد الاحمدیہ مترجم صفحہ 248-249)

فارسی منظوم کلام

کریما صد کرم کن بر کسے کو ناصر دین است

اگر امروز فکرِ عزّتِ دیں در شما جوشد
شمارا نزدِ اللہ رتبت و عزّت شود پیدا

اگر آج دین کی عزت کا خیال تمہارے دل میں جوش مارے تو خدا کی قسم خود تمہارے لئے بھی عزت و مرتبت پیدا ہو جائے

دو روزِ عمرِ خود در کارِ دیں کو شیدائے یاراں
کہ آخر ساعتِ رحلت بصد حسرت شود پیدا

اے دوستو! اپنی عمر کے دو دن دین کے کام میں گذارو کہ آخر کار مرنے کی گھڑی سینکڑوں حسرتیں لے کر آ جائے گی

اُمید دیں روا گرداں اُمید تو روا گردد
ز صد نومیدی و یاس و الم رحمت شود پیدا

تو دین کی امید پوری کر۔ تا کہ تیری امیدیں پوری ہوں سینکڑوں نا امیدیوں یاس و غم کے بعد رحمت پیدا ہو جائے گی

در انصارِ نبی بنگر کہ چوں شد کار تا دانی
کہ از تائیدِ دیں سر چشمۂ دولت شود پیدا

آنحضرتؐ کے انصار کی طرف دیکھ کہ کس طرح انہوں نے کام کیا تا کہ تجھے پتہ لگے کہ دین کی مدد کرنے سے دولت کا منبع پیدا ہو جاتا ہے

کریما صد کرم کن بر کسے کو ناصر دین است
بلائے او بگرداں گر گہے آفت شود پیدا

اے خداوند کریم سینکڑوں مہربانیاں اس شخص پر کر جو دین کا مددگار ہے اگر کبھی آفت آئے تو اُس کی مصیبت کو ٹال دے

(آئینہ کمالات ...... روحانی خزائن جلد 5 ٹائیٹل نمبر 2)

اردو منظوم کلام

درسِ توحید

بے خدا اس وقت دُنیا میں کوئی مامن نہیں
یا اگر ممکن ہو اب سے سوچ لو راہِ فرار

وُہ خُدا حِلم و تفضّل میں نہیں رکھتا نظیر
کیوں پھرے جاتے ہو اُس کے حکم سے دیوانہ وار

دین و تقویٰ گم ہُوا جاتا ہے یارب رحم کر
بے بسی سے ہم پڑے ہیں کیا کریں کیا اختیار

میرے آنسو اس غمِ دل سوز سے تھمتے نہیں
دِیں کا گھر ویراں ہے اور دُنیا کے ہیں عالی منار

دیں تو اِک ناچیز ہے دُنیا ہے جو کُچھ چیز ہے
آنکھ میں اُن کی جو رکھتے ہیں زر و عزّ و وقار

(درثمین اردو صفحہ 155 مطبوعہ رقیم پریس لنڈن)

کلام الامام

علیم وخبیر خدا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''پس تم خوش ہو اور خوشی سے اچھلو کہ خدا تمہارے ساتھ ہے۔ اگر تم صدق اور ایمان پر قائم رہو گے تو فرشتے تمہیں تعلیم دیں گے اور آسمانی سکینت تم پر اُترے گی اور رُوح القدس سے مدد دیئے جاؤ گے اور خدا ہر ایک قدم میں تمہارے ساتھ ہوگا اور کوئی تم پر غالب نہیں ہو سکے گا۔ خدا کے فضل کی صبر سے انتظار کرو۔ گالیاں سنو اور چپ رہو۔ ماریں کھاؤ اور صبر کرو اور حتی المقدور بدی کے مقابلہ سے پرہیز کرو تا آسمان پر تمہاری قبولیت لکھی جاوے۔ یقیناً یاد رکھو کہ جو لوگ خدا سے ڈرتے ہیں اور دل اُن کے خدا کے خوف سے پگھل جاتے ہیں اونہیں کے ساتھ خدا ہوتا ہے اور وہ اُون کے دشمنوں کا دشمن ہو جاتا ہے۔ دنیا صادق کو نہیں دیکھتی پر خدا جو علیم وخبیر ہے وہ صادق کو دیکھ لیتا ہے۔ پس اپنے ہاتھ سے اُوس کو بچاتا ہے۔ کیا وہ شخص جو سچے دل سے تم سے پیار کرتا ہے اور سچ مچ تمہارے لئے مرنے کو بھی طیار ہوتا ہے اور تمہارے منشاء کے موافق تمہاری اطاعت کرتا ہے اور تمہارے لئے سب کچھ چھوڑتا ہے۔ کیا تم اُوس سے پیار نہیں کرتے اور کیا تم اُوس کو سب سے عزیز نہیں سمجھتے۔ پس جبکہ تم انسان ہو کر پیار کے بدلہ میں پیار کرتے ہو پھر کیونکر خدا نہیں کرے گا۔ خدا خوب جانتا ہے کہ واقعی اس کا وفادار دوست کون ہے اور کون غدار اور دنیا کو مقدم رکھنے والا ہے۔ سو تم اگر ایسے وفادار ہو جاؤ گے تو تم میں اور تمہارے غیروں میں خدا کا ہاتھ ایک فرق قائم کر کے دکھلائے گا۔''

(تذکرۃ الشہادتین روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 68)

سبیل الرشاد

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ نے افراد جماعت کو جماعت کے کام کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

''یہ...... کام ہیں جو لازماً ہماری جماعت کے ہر فرد کو کرنے پڑیں گے اسی طرح جس طرح جماعت فیصلہ کرے اور جس طرح نظام ان سے کام کا مطالبہ کرے۔

جو شخص کسی واقعی عذر کی وجہ سے شامل نہیں ہو سکتا۔ مثلاً وہ مفلوج ہے یا اندھا ہے یا ایسا بیمار ہے کہ چل پھر نہیں سکتا۔ ایسے شخص سے بھی اگر عقل سے کام لیا جائے تو فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ مثلاً اسے کہہ دیا جائے کہ اگر تم کچھ اور نہیں کر سکتے، تو کم سے کم دو نفل روزانہ پڑھ کر جماعت کی ترقی کے لئے دعا کر دیا کرو۔ پس ایسے لوگوں سے بھی اگر کچھ اور نہیں تو دعا کا کام لیا جا سکتا ہے۔ درحقیقت دنیا میں کوئی ایسا انسان نہیں جو کوئی نہ کوئی کام نہ کر سکے۔ قرآن کریم سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں وہی شخص زندہ رکھا جاتا ہے جو کسی نہ کسی رنگ میں کام کر کے دوسروں کے لئے اپنے وجود کو فائدہ بخش ثابت کر سکتا ہے۔ اور ادنیٰ سے ادنیٰ حرکت کا کام جس میں جسمانی محنت سب سے کم برداشت کرنی پڑتی ہے دعا ہے۔ ہاں بعض کے کام بالواسطہ بھی ہوتے ہیں جیسے پاگل نہ دعا کر سکتے ہیں اور نہ کچھ کام کر سکتے ہیں ایسے لوگ صرف عبرت کا کام دیتے ہیں اور لوگ انہیں دیکھ کر نصیحت حاصل کرتے ہیں مگر ایسا معذور میرے خیال میں قادیان میں کوئی نہیں۔ نیم فاتر العقل دو چار ضرور ہیں۔ مگر پورا پاگل میرے خیال میں قادیان میں کوئی نہیں۔ لیکن یہ لوگ اتنا کام تو ضرور کر رہے ہیں۔ کہ لوگوں کے لئے عبرت بنے ہوئے ہیں۔''

(خطبہ جمعہ منقول از الفضل یکم اگست 1940ء)

انتخاب خلافت اور خلفاء احمدیت کے

اوّلین خطاب

مرتبہ: مکرم محمد محمود طاہر صاحب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے الٰہی نوشتوں اور پیشگوئیوں کی روشنی میں اپنی زندگی میں ہی اپنے بعد جماعت میں قدرتِ ثانیہ کے قیام کی خوشخبری عطا فرمادی تھی۔ حضور علیہ السلام خود خدا تعالیٰ کی قدرت اولیٰ تھے۔ سنتِ قدیمہ کے مطابق آپ کے بعد جماعت میں خلافت کا قیام ہونا تھا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ نے جب دسمبر 1905ء میں رسالہ الوصیت تحریر فرمایا جس میں جہاں نظام وصیت کے عظیم الشان پروگرام کی بنیاد رکھی گئی وہاں اسی رسالہ میں آپ نے قدرت ثانیہ کے قیام کی پرشوکت پیشگوئی بھی فرمادی گویا آئندہ نظام نو جماعت احمدیہ کے ذریعہ خلافت احمدیہ کے قیام کی صورت میں دنیا میں جاری ہوگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام قدرت ثانیہ یعنی خلافتِ احمدیہ کی پیشگوئی کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

”اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔“

(رسالہ الوصیت روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 305)

پھر فرماتے ہیں۔

”میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کے مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرتِ ثانی کے انتظار

میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو“

(ایضاً صفحہ 306)

یہ وہ عظیم الشان پیشگوئی تھی جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ کیا اور صالحین کی جماعت کو تسلی اور پیغام دے دیا کہ ضرور ہے کہ تقدیر الٰہی کے تحت میں اس دنیا سے رخصت ہو جاؤں لیکن میرے بعد دوسرے وجود قدرت ثانیہ کے مظہر بن کر نمودار ہوتے رہیں گے اور یہ سلسلہ دائمی ہوگا جو کبھی منقطع نہیں ہوگا اور جماعت کے لئے خیر و برکت کا موجب ہوگا۔

حضرت مسیح موعودؑ کا وصال

بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام مورخہ 26 مئی 1908ء کو 73 سال کی عمر میں لاہور میں وفات پا گئے۔ آپ کا وصال صبح ساڑھے دس بجے کے قریب ہوا تھا۔ لاہور میں آپ کو غسل دیا گیا اور بٹالہ کے لئے ریزرو گاڑی کا انتظام کر لیا گیا۔ لاہور میں کثیر جماعت نے جنازہ پڑھا اور زیارت کے لئے آتے رہے۔ احمدیہ بلڈنگز سے چارپائی پر جنازہ چار بجے کے بعد اٹھایا گیا۔ لاہور ریلوے اسٹیشن پہنچ کر تابوت گاڑی میں رکھا گیا۔ پونے چھ بجے گاڑی لاہور سے بٹالہ کے لئے روانہ ہوئی۔ رات دس بجے گاڑی بٹالہ پہنچی۔ نعش مبارک کو ریزروڈبہ میں ہی رکھا گیا اور 2 بجے رات حضور کا جسد مبارک صندوق سے نکال کر چارپائی پر رکھا گیا اور خدامِ مسیح موعود اپنے کندھوں پر اٹھا کر قادیان کے لئے روانہ ہوئے۔ 27 مئی صبح آٹھ بجے جنازہ قادیان پہنچا اور نعش مبارک بہشتی مقبرہ سے ملحق باغ میں واقع پکے مکان میں رکھ دی گئی۔

خلافت احمدیہ کی ابتداء

نعش مبارک پہنچنے کے بعد سب سے پہلا کام جو بزرگان احمدیت نے کیا وہ خلافت احمدیہ کے لئے حضرت حکیم مولانا نور الدین صاحب کا انتخاب تھا۔ احباب اکٹھے ہوئے تو سب کی نظریں حضرت مولانا نور الدین صاحب پر پڑیں۔ اکابر سلسلہ آپ کے مکان پر حاضر ہوئے اور بیعت خلافت کے لئے درخواست کی۔ آپ نے تردد کیا اور پھر فرمایا ”میں دعا کے بعد جواب دوں گا۔“ آپ نے وضو کیا نماز نفل ادا کی۔ وفد انتظار کرتا رہا۔ نماز کے بعد فرمایا چلو ہم سب وہیں چلیں جہاں ہمارے آقا کا جسد اطہر اور جہاں ہمارے بھائی منتظر ہیں چنانچہ آپ کی معیت میں سب لوگ باغ میں پہنچے۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب کھڑے ہوئے اور حضرت مولوی نور الدین صاحب کی خدمت میں بطور نمائندہ ایک تحریر پڑھی کہ ہم حضرت حکیم نور الدین صاحب جو ہم سب میں اعلم اور اتقٰی اور حضرت امام کے سب سے زیادہ مخلص ہیں کے ہاتھ پر احمد کے نام پر تمام احمدی موجودہ اور آئندہ نئے ممبر بیعت کریں اور آپ کا فرمان آئندہ ہمارے واسطے ایسا ہی ہو جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود کا تھا۔

اس تحریر پڑھے جانے کے بعد حضرت مولوی

نور الدین صاحب کھڑے ہوئے اور تشہد وتعوذ کے بعد ایک دردانگیز تقریر کی۔

حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب (خلیفۃ المسیح الاول) کا خطاب

کلمہ شہادت اور استعاذہ کے بعد آیت (آل عمران:105) پڑھی اور فرمایا:

''میں اس اللہ کی تعریف کرتا ہوں جو ابدی اور ازلی ہمارا خدا ہے۔ ہر ایک نبی جو دنیا میں آتا ہے اس کا ایک کام ہوتا ہے جو کرتا ہے۔ جب کرچکتا ہے خدا تعالیٰ اس کو بلالیتا ہے۔ حضرت موسیٰ کی نسبت یہ بات مشہور ہے کہ وہ ابھی بلادشام میں نہیں پہنچے تھے کہ رستہ ہی میں فوت ہوگئے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر وکسریٰ کی کنجیوں کا ذکر فرمایا کہ مجھے دی گئی ہیں مگر آپؐ نے وہ کنجیاں (چابیاں) نہ دیکھیں کہ چل دیئے۔ ایسی باتوں میں اللہ تعالیٰ کے مخفی اسرار ہوتے ہیں۔ یہاں بھی بہت سے لوگ تعجب کریں گے کئی پیشگوئیاں کی تھیں وہ ابھی پوری نہیں ہوئیں۔ میرے خیال میں یہ اللہ کی سنت ہے کہ وہ بتدریج کام کرتا ہے اور پھر جسے مخاطب کرتا ہے کبھی اس سے مراد اس کا مثیل بھی ہوتا ہے۔ پہلے پارہ میں فرمایا کہ تم نے موسیٰ سے پانی مانگا اور ایسا ہی اور جگہ فرمایا۔ حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مخاطب وہ لوگ نہ تھے۔ پس خدا کی باتیں رنگ برنگ شکلوں میں پوری ہوتی ہیں۔ اسی طرح اللہ کی یہ بھی سنت ہے کہ بعض مواعید الٰہیہ کسی دوسرے وقت پر ملتوی کئے جاتے ہیں۔ اسی لئے فرمایا ''یُصِبْکُمْ بَعْضُ ......'' اس بَعْضُ الَّذِیْ پر خوب غور کرو کہ اس میں یہی سِرّ تھا کہ تمام وعدے نبی کی زندگی میں پورے نہ ہوں گے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ نے فرمایا قَدْ یُوْعِدُ وَ لَا یُوْفِی یعنی بعض دفعہ خدا وعدہ کرتا ہے مگر پورا نہیں کرتا۔ نادان سمجھتا ہے کہ اس نے وفا نہیں کی حالانکہ مناسب وقت پر وہ وعدہ یا اس کی مثل پورا ہوجاتا ہے۔

میری پچھلی زندگی پر غور کرلو۔ میں کبھی امام بننے کا خواہش مند نہیں ہوا۔ مولوی عبدالکریم مرحوم امام الصلوٰۃ بنے تو میں نے بھاری ذمہ داری سے اپنے تئیں سبکدوش خیال کیا تھا۔ میں اپنی حالت سے خوب واقف ہوں اور میرا رب مجھ سے بھی زیادہ واقف ہے۔ میں دنیا میں ظاہر داری کا خواہشمند نہیں۔ اگر خواہش ہے تو یہ کہ میرا مولیٰ مجھ سے راضی ہوجائے۔ اس خواہش کے لئے میں دعائیں کرتا ہوں۔ قادیان بھی اس لئے رہا اور رہتا ہوں اور رہوں گا۔ میں نے اس فکر میں کئی دن گزارے کہ ہماری حالت حضرت صاحب کے بعد کیا ہوگی۔ اسی لئے میں کوشش کرتا رہا کہ میاں محمود کی تعلیم اس درجہ تک پہنچ جائے۔ حضرت صاحب کے اقارب میں اس وقت تین آدمی

موجود ہیں۔ اوّل میاں محمود احمد۔ وہ میرا بھائی بھی ہے اور میرا بیٹا بھی۔ اس کے ساتھ میرے خاص تعلقات ہیں۔ قرابت کے لحاظ سے میر ناصر نواب صاحب ہمارے اور حضرت کے ادب کا مقام ہیں۔ تیسرے قریبی نواب محمد علی خان صاحب ہیں۔ اسی طرح خدمت گزاران دین میں سے سید محمد احسن صاحب نہایت اعلیٰ درجہ کی لیاقت رکھتے ہیں سیّد بھی ہیں، خدمات دین میں بھی ایسے ایسے کام کئے ہیں کہ میرے جیسا انسان شرمندہ ہوجاتا ہے۔ آپ نے ضعیف العمری میں بہت سی تصانیف حضرت کی تائید میں کیں۔ یہ ایسی خدمت ہے جو انہی کا حصہ ہے۔ بعد اس کے مولوی محمد علی صاحب ہیں جو ایسی خدمات کرتے ہیں جو میرے وہم وگمان میں بھی نہیں آسکتیں۔ یہ سب لوگ موجود ہیں۔ باہر کے لوگوں میں سید حامد شاہ اور مولوی غلام حسن ہیں اور بھی کئی (احباب) ہیں۔

یہ ایک بڑا بوجھ ہے۔ خطرناک بوجھ ہے۔ اس کا اٹھانا مامور کا کام ہوسکتا ہے۔ کیونکہ اس سے خدا کے عجیب در عجیب وعدے ہوتے ہیں جو ایسے دکھوں کے لئے جو پیٹھ توڑ دیں عصا بن جاتے ہیں۔ موجودہ حالت میں سوچ لو کیسا وقت ہے جو ہم پر آیا ہے۔ اس وقت مردوں بچوں عورتوں کے لئے ضروری ہے کہ وحدت کے نیچے ہوں۔ اس وحدت کے لئے ان بزرگوں میں سے کسی کی بیعت کرلو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ میں خود ضعیف ہوں، بیمار رہتا ہوں، پھر طبیعت مناسب نہیں۔ اتنا بڑا کام آسان نہیں۔

حضرت صاحب کے ساتھ چار کام تھے۔ ایک ان کی اپنی عبودیت، دوم کنبہ پروری، سوم مہمان نوازی چہارم اشاعتِ (حق) جو ان کا اصل مقصد تھا۔ ان چار کاموں میں سے ایک سے ہم سبکدوش ہوسکتے ہیں۔ وہ آپ کی عبودیت تھی جو ان کے ساتھ رہے گی۔ آپ نے جیسے اس جہان میں خدمتیں کیں ویسے ہی بعد الموت کریں گے۔ باقی تین کام ہیں ان میں سے اشاعتِ (حق) کا کام بہت اہم اور نہایت مشکل ہے۔ اس وقت دہریت کے علاوہ اندرونی اختلاف بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کے اختلاف کے مٹانے کے لئے ہماری جماعت کو منتخب کرلیا ہے۔ تم آسان سمجھتے ہو مگر بوجھ اٹھانے والے کے لئے سخت مشکل ہے۔ پس میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جن عمائد کا نام لیا ہے ان میں سے کوئی منتخب کرلو۔ میں تمہارے ساتھ بیعت کرنے کو تیار ہوں۔

اگر تم میری بیعت ہی کرنا چاہتے ہو تو سن لو کہ بیعت بک جانے کا نام ہے۔ ایک دفعہ حضرت نے مجھے اشارۃً فرمایا کہ وطن کا خیال بھی نہ کرنا سوا اس کے بعد میری ساری عزت اور سارا خیال انہی سے وابستہ ہوگیا۔ اور میں نے کبھی وطن کا خیال تک نہیں کیا۔ پس بیعت کرنا ایک مشکل امر ہے۔

ایک شخص دوسرے کے لئے اپنی تمام حریت اور بلند پروازیوں کو چھوڑ دیتا ہے۔ اسی لئے اللہ نے اپنے بندے کا نام عبد رکھا ہے۔ اس عبودیت کا بوجھ اپنی ذات کے لئے مشکل سے اٹھایا جاتا ہے۔ کوئی دوسرے کے لئے کیا اور کیونکر اٹھائے۔ طبائع کے اختلاف پر نظر کر کے یک رنگ ہونے کے لئے بڑی ہمت کی ضرورت ہے۔ میں تو حضرت صاحب کے کاموں میں حیران ہوتا ہوں کہ اوّل بیمار، پھر اس قدر بوجھ، نثر، نظم، تصنیف، دیگر ضروری کام۔ ادھر میں حضرت صاحب کے قریب عمر، وہاں تائیدات روزانہ موجود۔ یہاں میری حالت ناگفتہ بہ۔ اسی لئے فرمایا "فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖ......" کہ یہ سب کچھ خدا کے فضل پر موقوف ہے۔

میں ایک بڑا امر پیش کرتا ہوں کہ جناب ابوبکرؓ کے زمانہ میں عرب میں ایسی بلا پھیلی تھی کہ سوا مکہ اور مدینہ اور جواثی کے سخت شور و شر اٹھا۔ مکہ والے بھی فرنٹ ہونے لگے۔ مگر وہ بڑی پاک روح تھی۔ جس نے انہیں کہا کہ اسلام لانے میں تم سب سے پیچھے ہو۔ مرتد ہونے میں کیوں پہلے بنتے ہو۔ صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میرے باپ کے اوپر جو پہاڑ گرا ہے وہ کسی اور پر گرتا تو چور ہو جاتا۔ پھر بیس ہزار کی جماعت مدینہ میں موجود تھی اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حکم دے چکے تھے کہ ایک لشکر روانہ کرنا ہے بس اس کو بھیج دیا۔ ادھر اپنی قوم کا یہ حال تھا کہ مگر آخر خدا نے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھلایا۔ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ...... کا زمانہ آ گیا۔ اس وقت بھی اس قسم کا واقعہ پیش آیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ دفن ہونے سے پہلے تمہارا کلمہ ایک ہو جائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکرؓ کے زمانے میں صحابہ کرام کو بہت سی مساعی جمیلہ کرنی پڑیں۔ سب سے پہلا اہم کام جو کیا وہ جمع قرآن ہے۔ اب موجودہ صورت میں جمع یہ ہے کہ اس پر عمل درآمد کرنے کی طرف خاص توجہ ہو۔

پھر حضرت ابوبکرؓ نے زکوٰۃ کا انتظام کیا۔ یہ بڑا اعظیم الشان کام ہے انتظام زکوۃ کے لئے اعلیٰ درجے کی فرمانبرداری کی ضرورت ہے پھر کنبہ کی پرورش ہے۔ غرض کئی ایسے کام ہیں۔

اب تمہاری طبیعتوں کے رخ خواہ کسی طرف ہوں تمہیں میرے احکام کی تعمیل کرنی ہوگی۔ اگر یہ بات تمہیں منظور ہو تو میں طوعاً و کرھاً۔ اس بوجھ کو اٹھاتا ہوں وہ بیعت کے دس شرائط بدستور قائم ہیں ان میں خصوصیت سے میں قرآن کو سیکھنے اور زکوۃ کا انتظام کرنے، واعظین کے بہم پہنچانے اور ان امور کو جو وقتاً فوقتاً میرے دل میں ڈالے کو شامل کرتا ہوں۔ پھر تعلیم دینیات، دینی مدرسہ کی تعلیم میری مرضی اور منشاء کے مطابق کرنا ہوگی۔ اور میں اس بوجھ کو صرف اللہ کے لئے اٹھاتا ہوں جس نے فرمایا ....

یاد رکھو کہ ساری خوبیاں وحدت میں ہیں۔ جس کا کوئی رئیس نہیں وہ مرچکی۔ (الحکم 6 جون 1908ء)

اس تقریر کے بعد سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ ہم آپ کے احکام مانیں گے آپ ہمارے امیر ہیں اور ہمارے مسیح کے جانشین ہیں چنانچہ باغ میں موجود تقریباً بارہ سو احباب نے بیعت کی۔ ۲۸ رمئی کے الحکم میں حضرت مسیح موعودؑ کی وفات اور حضرت خلیفہ اوّل کے انتخاب و بیعت کی خبر خصوصی پرچہ کی صورت میں شائع کر کے احباب تک پہنچادی گئی۔

انتخاب خلافتِ ثانیہ

حضرت حکیم مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّل نے اپنی وفات سے چند دن قبل ۴ رمارچ ۱۹۱۴ء کو چند اکابرین احمدیت کے سامنے ایک وصیت تحریر فرمائی جس میں اپنے جانشین کے بارہ میں تحریر فرمایا کہ "میرا جانشین متقی ہو، ہردل عزیز، عالم باعمل ہو......" اس وصیت پر مکرم مولوی محمد علی صاحب حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب، محترم ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور حضرت نواب محمد علی خان صاحب کے بطور گواہ دستخط تھے۔ وصیت لکھنے کے بعد حضور نے مولوی محمد علی صاحب کو حکم دیا کہ وہ تین بار اس وصیت کو پڑھ کر سنادیں چنانچہ ارشاد کی تعمیل ہوئی۔ وصیت سنائے جانے کے بعد حضور نے فرمایا۔ اصل وصیت نواب محمد علی خان صاحب کے سپرد کر دیں کہ وہ اسے محفوظ رکھیں گے حضور کی یہ وصیت اگلے روز اخبار الحکم میں بطور ضمیمہ شائع ہوگئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل مورخہ ۱۳ رمارچ ۱۹۱۴ء کو عین نماز کی حالت میں اپنے خالق حقیقی سے جاملے ۱۴ رمارچ بروز ہفتہ نماز عصر کے وقت حاضر الوقت احمدی جن کی تعداد دو ہزار کے قریب تھی بیت الانوار قادیان میں جمع ہوئے۔ ان احباب کے سامنے حضرت نواب محمد علی خان صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی (مذکورہ بالا) وصیت پڑھ کر سنائی جس میں جماعت کو ایک ہاتھ پر جمع ہونے کی نصیحت تھی۔ اس موقع پر حضرت مولانا سید محمد احسن امروہی صاحب نے تقریر کی اور خلافت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے کہا کہ میری رائے میں ہمیں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے ہاتھ پر جمع ہو جانا چاہیے اس پر محترم صاحبزادہ صاحب کے حق میں آوازیں اٹھنی شروع ہوئیں کہ ہم سب مرزا محمود صاحب کی خلافت کو قبول کرتے ہیں حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی نے حضرت صاحبزادہ صاحب سے عرض کی کہ ہماری بیعت قبول فرمائیں۔ لوگ لبیک لبیک کہتے ہوئے بڑھے۔ چند لمحات کے تامل کے بعد حضرت صاحب نے ہاتھ بڑھایا اور بیعت لینی شروع کی۔ بیعت کے بعد لمبی دعا ہوئی اور حضور نے

ایک دردانگیز تقریر فرمائی جس کے بعد تعلیم ...... ہائی سکول کی شمالی جانب آپ نے حضرت حکیم مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّل کا جنازہ پڑھایا اور پھر بہشتی مقبرہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پہلو میں تدفین ہوئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا پہلا خطاب

فرمودہ 14/مارچ 1914ء

" أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰه......

سنو! دوستو! میرا یقین اور کامل یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔

میرے پیارو! پھر میرا یقین ہے کہ آپ کے بعد کوئی شخص نہیں آ سکتا جو آپ کی دی ہوئی شریعت میں سے ایک شوشہ بھی منسوخ کر سکے۔

'میرے پیارو! میرا وہ محبوب آقا سید الانبیاء ایسی عظیم الشان شان رکھتا ہے کہ ایک شخص اس کی غلامی میں داخل ہو کر کامل اتباع اور وفاداری کے بعد...... کا رتبہ حاصل کر سکتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ایسی شان اور عزت ہے کہ آپ کی سچی غلامی میں ...... پیدا ہو سکتا ہے۔ یہ میرا ایمان ہے اور پورے یقین سے کہتا ہوں۔

پھر میرا یقین ہے کہ قرآن مجید وہ پیاری کتاب ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے اور وہ خاتم الکتب اور خاتم شریعت ہے۔

پھر میرا یقین کامل ہے کہ حضرت مسیح موعود وہی (مامور) تھے جس کی خبر مسلم میں ہے۔ اور وہی امام تھے جس کی خبر بخاری میں ہے۔ میں پھر کہتا ہوں کہ شریعت ...... میں کوئی حصہ اب منسوخ نہیں ہو سکتا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اعمال کی اقتدا کرو۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں اور کامل تربیت کا نمونہ تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دوسرا اجماع جو ہوا۔ وہ وہی خلافت حقہ راشدہ کا سلسلہ ہے۔ خوب غور سے دیکھ لو اور تاریخ اسلام میں پڑھ لو کہ جو ترقی ...... کی خلفائے راشدین کے زمانہ میں ہوئی جب وہ خلافت محض حکومت کے رنگ میں تبدیل ہو گئی تو گھٹتی گئی۔ یہاں تک کہ اب جو...... اور اہل...... کی حالت ہے تم دیکھتے ہو۔

تیرہ سو سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسی منہاج ...... پر حضرت مسیح موعود کو...... وعدوں کے موافق بھیجا...... حضرت خلیفۃ المسیح مولانا مولوی نور الدین صاحب، ان کا درجہ اعلیٰ علیین میں ہو۔ اللہ تعالیٰ کروڑوں کروڑ رحمتیں اور برکتیں ان پر نازل کرے۔ جس طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود کی محبت ان کے دل میں بھری ہوئی اور ان کے رگ وریشہ میں جاری تھی۔ جنت میں بھی اللہ تعالیٰ انہیں پاک وجودوں اور پیاروں کے قرب میں آپ کو اکٹھا کرے۔ اس سلسلہ کے پہلے خلیفہ تھے [illegible]

ان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ پس جب تک یہ سلسلہ چلتا رہے گا (دین) مادی اور روحانی طور پر ترقی کرتا رہے گا۔ اس وقت جو تم نے پکار پکار کر کہا ہے کہ میں اس بوجھ کو اٹھاؤں اور تم نے بیعت کے ذریعہ اظہار کیا ہے۔ میں نے مناسب سمجھا کہ میں تمہارے آگے اپنے عقیدہ کا اظہار کروں۔

میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ میرے دل میں ایک خوف ہے اور اپنے وجود کو بہت ہی کمزور پاتا ہوں۔ حدیث میں آیا ہے کہ تم اپنے غلام کو وہ کام مت بتاؤ جو وہ کر نہیں سکتا۔ تم نے مجھے اس وقت غلام بنانا چاہا ہے تو وہ کام مجھے نہ بتانا جو میں نہ کر سکوں۔ میں جانتا ہوں کہ میں کمزور اور گنہگار ہوں۔ میں کس طرح دعویٰ کر سکتا ہوں کہ دنیا کی ہدایت کر سکوں گا اور حق اور راستی کو پھیلا سکوں گا۔ ہم تھوڑے ہیں اور (دین) کے دشمنوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل اور کرم اور غریب نوازی پر ہماری امیدیں بے انتہا ہیں۔ تم نے یہ بوجھ مجھ پر رکھا ہے تو سنو! اس ذمہ داری سے عہدہ برآء ہونے کے لئے میری مدد کرو اور وہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ سے فضل اور توفیق چاہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور فرمانبرداری میں میری اطاعت کرو۔

میں انسان ہوں اور کمزور انسان۔ مجھ سے کمزوریاں ہوں گی تو تم چشم پوشی کرنا۔ تم سے غلطیاں ہوں گی میں خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر سمجھ کر عہد کرتا ہوں کہ میں چشم پوشی اور درگزر کروں گا۔ اور میرا اور تمہارا متحد کام اس سلسلہ کی ترقی اور اس سلسلہ کی غرض و غایت کو عملی رنگ میں پورا کرنا ہے۔ پس اب جو تم نے میرے ساتھ ایک تعلق پیدا کیا ہے اس کو وفاداری سے پورا کرو۔ تم مجھ سے اور میں تم سے چشم پوشی خدا کے فضل سے کرتا رہوں گا۔ تمہیں امر بالمعروف میں میری اطاعت اور فرمانبرداری کرنی ہوگی۔ اگر نعوذ باللہ کہوں کہ خدا ایک نہیں تو اسی خدا کی قسم دیتا ہوں جس کے قبضۂ قدرت میں ہم سب کی جان ہے جو وَحْدَهٗ لَاشَرِيْک اور لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ ہے کہ میری ایسی بات ہرگز نہ ماننا۔

اگر میں تمہیں نعوذ باللہ نبوت کا کوئی نقص بتاؤں تو مت مانیو۔ اگر قرآن کریم کا کوئی نقص بتاؤں تو پھر خدا کی قسم دیتا ہوں مت مانیو۔ حضرت مسیح موعود نے جو خدا تعالیٰ سے وحی پا کر تعلیم دی ہے اس کے خلاف کہوں تو ہرگز ہرگز نہ ماننا۔ ہاں میں پھر کہتا ہوں اور پھر کہتا ہوں کہ امر معروف میں میری خلاف ورزی نہ کرنا۔

اگر اطاعت اور فرمانبرداری سے کام لو گے اور اس عہد کو مضبوط کرو گے تو یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہماری دستگیری کرے گا اور ہماری متحد دعائیں کامیاب ہوں گی اور میں اپنے مولیٰ کریم پر بہت بڑا بھروسہ رکھتا ہوں مجھے یقین کامل ہے کہ میری نصرت ہوگی۔ پرسوں جمعہ کے روز میں

نے خواب سنایا تھا کہ میں بیمار ہو گیا اور مجھے ران میں درد محسوس ہوا اور میں نے سمجھا کہ شاید طاعون ہونے لگا تب میں نے اپنا دروازہ بند کر لیا اور فکر کرنے لگا کہ یہ کیا ہونے لگا ہے۔ میں نے سوچا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود سے وعدہ کیا تھا۔ اِنِّی اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ۔ یہ خدا کا وعدہ آپ کی زندگی میں پورا ہوا۔ شاید خدا کے مسیح کے بعد یہ وعدہ نہ رہا ہو کیونکہ وہ پاک وجود ہمارے درمیان نہیں۔ اسی فکر میں کیا دیکھتا ہوں۔ یہ خواب نہ تھا، بیداری تھی۔ میری آنکھیں کھلی تھیں میں در و دیوار کو دیکھتا تھا کمرے کی چیزیں نظر آ رہی تھیں۔ میں نے اسی حالت میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا کہ ایک سفید اور نہایت چمکتا ہوا نور ہے۔ نیچے سے آتا ہے اور اوپر چلا جاتا ہے، نہ اس کی ابتداء ہے نہ انتہا۔ اس نور میں سے ایک ہاتھ نکلا جس میں ایک سفید چینی کے پیالہ میں دودھ تھا جو مجھے پلایا گیا۔ جس کے بعد معاً مجھے آرام ہو گیا اور کوئی تکلیف نہ رہی۔ اس قدر حصہ میں نے تمہیں سنایا۔ اس کا دوسرا حصہ اُس وقت میں نے نہیں سنایا۔ اب سناتا ہوں۔ وہ پیالہ جب مجھے پلایا گیا تو معاً میری زبان سے نکلا میری...... بھی کبھی گمراہ نہ ہوگی'۔ میری......کوئی نہیں۔ تم میرے بھائی ہو......جس کام کو حضرت مسیح موعود نے جاری کیا اپنے موقعہ پر وہ امانت میرے سپرد ہوئی ہے۔ پس دعائیں کرو اور تعلقات بڑھاؤ اور قادیان آنے کی کوشش کرو اور بار بار آؤ۔ میں نے حضرت مسیح موعود سے سنا اور بار بار سنا کہ جو یہاں بار بار نہیں آتا اندیشہ ہے کہ اس کے ایمان میں نقص ہو۔ (دین) کا پھیلانا ہمارا پہلا کام ہے۔ مل کر کوشش کرو کہ تا کہ اللہ تعالیٰ احسانوں اور فضلوں کی بارش ہو۔

میں پھر تمہیں کہتا ہوں پھر کہتا ہوں اور پھر کہتا ہوں۔ اب جو تم نے بیعت کی ہے اور میرے ساتھ ایک تعلق حضرت مسیح موعود کے بعد قائم کیا ہے اس تعلق میں وفاداری کا نمونہ دکھاؤ۔ اور مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھو۔ میں ضرور تمہیں یاد رکھوں گا۔ ہاں یاد رکھتا بھی رہا ہوں۔ کوئی دعا میں نے آج تک ایسی نہیں کی جس میں احمدی قوم کے لئے دعا نہ کی ہو۔ پھر سنو! کہ کوئی کام ایسا نہ کرو کہ جو اللہ تعالیٰ کے عہد شکن کیا کرتے ہیں۔ ہماری دعائیں یہی ہوں کہ ہم (مومن) جئیں اور (مومن) مریں۔ آمین'' (انوار العلوم جلد دوم صفحہ 3)

انتخاب خلافت ثالثہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود 52 سال تک خلافت احمدیہ کی مسند پر متمکن رہنے کے بعد 7، 8 نومبر 1965ء کی درمیانی شب ۷۷ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ مورخہ 8/نومبر 1965ء بعد نماز عشاء بیت المبارک ربوہ میں حضرت مصلح موعود کی قائم کردہ مجلس انتخاب خلافت کا اجلاس حضرت صاحبزادہ

مرزا عزیز احمد صاحب کی زیر صدارت ہوا جس میں حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب کو خلیفۃ المسیح الثالث منتخب کیا گیا۔ اسی وقت اراکین مجلس نے بیعت کی اور حضور نے خطاب فرمایا۔ پھر تمام موجود احباب نے جن کی تعداد اندازاً 5 ہزار تھی رات ساڑھے دس بجے بیعت کا شرف حاصل کیا 9 نومبر کو حضور نے بہشتی مقبرہ میں حضرت مصلح موعود کا جنازہ پونے پانچ بجے شام پڑھایا جس میں ہزاروں لوگ شریک تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا پہلا خطاب

مورخہ 9 نومبر 1965ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے کھڑے ہو کر تشہد اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد رقت بھرے الفاظ میں عہد کو دہرایا عہد کے بعد آپ نے فرمایا کہ:

''یہ ایک عہد ہے جو صمیم قلب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر یہ یقین رکھتے ہوئے کہ وہ عالم الغیب ہے یہ یقین رکھتے ہوئے کہ لعنتی ہے وہ شخص جو فریب سے کام لیتا ہے میں نے آپ لوگوں کے سامنے دہرایا میں حتی الوسع (دعوت الی اللہ) کے لئے کوشش کرتا رہوں گا اور خیر خواہی کا سلوک کروں گا۔ چونکہ آپ نے مجھ پر ایک بھاری ذمہ واری ڈالی ہے۔ اس لئے میں امید رکھتا ہوں کہ آپ بھی اپنی دعاؤں اور مشوروں سے میری مدد کرتے رہیں گے کہ خدا تعالیٰ میرے جیسے حقیر اور عاجز انسان سے وہ کام لے جو احمدیت کی (دین) کی اشاعت اور توحید الٰہی کے قیام کے لئے ضروری ہے اور اپنی رحمت فرماتے ہوئے میرے دل پر آسمانی نور نازل فرمائے اور مجھے وہ کچھ سکھائے جو انسان خود نہیں سیکھ سکتا۔

میں بڑا ہی کم علم ہوں، نا اہل ہوں مجھ پر کوئی طاقت نہیں کوئی علم نہیں جب میرا نام تجویز کیا گیا تو میں لرز اٹھا اور میں نے دل میں کہا کہ میری کیا حیثیت ہے پھر ساتھ ہی مجھے یہ خیال آیا کہ ہمارے پیارے امام حضرت مسیح موعودؑ نے باوجود اس کے کہ خدا تعالیٰ نے انہیں اپنی بہت سی نعمتوں اور برکتوں سے نوازا تھا فرمایا ہے۔ ؎

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں

جب ہمارے پیارے امام نے ان الفاظ میں اپنے خدا کو مخاطب فرمایا ہے اور اس کے حضور اپنے آپ کو ''کرم خاکی'' قرار دیا ہے تو میں تو اس اپنے آپ کو ''کرم خاکی'' کہنے والے سے کوئی بھی نسبت نہیں رکھتا۔ لیکن ساتھ ہی مجھے خیال آیا کہ میں بے شک ناچیز ہوں اور ایک بے قیمت مٹی کی حیثیت رکھتا ہوں لیکن اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو وہ مٹی کو بھی نور بخش سکتا ہے اور اُس مٹی میں بھی وہ طاقتیں اور قوتیں بھر سکتا ہے جو کسی کے خیال میں بھی نہیں آسکتیں اور اس مٹی میں ایسی چمک دمک پیدا کر سکتا ہے جو سونے اور ہیروں میں نہ ہو۔

غرض یہ کہ میرے پاس ایسے الفاظ نہیں جن

میں سے اپنی کمزوریوں کو بیان کر سکوں اس لئے آپ دعاؤں سے میری مدد کریں جہاں تک ہو سکے گا میں آپ میں سے ہر ایک کی بھلائی کی کوشش کروں گا اختلاف تو ہم بھائیوں میں بھی ہو سکتا ہے لیکن اختلاف کو انشقاق اور تفرقہ اور جماعت میں انتشار کا موجب نہیں بنانا چاہیے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی وفات کے وقت اور بعد میں بھی حضرت مسیح موعود کے خاندان کے ہر فرد نے یہ عہد کیا تھا کہ ہم جماعت میں تفرقہ پیدا نہیں ہونے دیں گے اور اس کے لئے جو قربانی ہمیں دینی پڑے ہم دیں گے یہ ہرگز نہ ہوگا کہ ہم اپنے مفاد کی خاطر جماعت کے مفاد کو قربان کر دیں بلکہ بہر صورت ہم جماعت کے مفاد کو مقدم کریں گے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو اللہ تعالیٰ نے بڑی کامیابی عطا فرمائی اور جو کام خدا تعالیٰ نے ان کے سپرد کیا تھا اسے انہوں نے پوری طرح نبھایا اب ہمارا فرض ہے کہ ہم اس کو ترقی دیں اور اس میں کمزوری نہ آنے دیں۔

اس بارے میں کل ایک دوست نے مجھ سے بات کرنا چاہی تو میں نے کہا میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہمارے خاندان میں کوئی فرد اپنے مفاد کے لئے جماعت کے مفاد کو قربان نہیں کر سکتا۔ حضرت مسیح موعود کے خاندان کا ہر فرد خدا کا ہے۔ مسیح موعود کا ہے، جماعت کا ہے ہماری طرف سے کوئی کمزوری اور فتنہ نہ ہوگا۔

پس اب خدا تعالیٰ نے جو یہ ذمہ داری میرے کندھوں پر ڈالی ہے اور اس کام کے لئے آپ نے مجھے منتخب کیا ہے میں بہت کمزور ہوں اس لئے آپ کا فرض ہے کہ آپ دعاؤں سے میری مدد کریں خدائے تعالیٰ مجھے توفیق بخشے کہ میں اس ذمہ داری کو پوری طرح ادا کر سکوں اور خدمتِ دین اور اشاعت (حق) میں کوئی روک پیدا نہ ہو بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ کام ترقی کرتا چلا جائے حتیٰ کہ (دین) کے تمام ادیانِ باطلہ پر غالب آ جائے۔

آپ مجھے اپنا ہمدرد اور خیر خواہ پائیں گے کیونکہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ہماری اسی طرح تربیت کی ہے میں چھوٹا تھا اور اب اس عمر کو پہنچا ہوں ہم نے یہی محسوس کیا کہ حضور کی ہمیشہ یہی خواہش رہی کہ میرے بچے دنیا کے لئے خیر کا منبع ہوں۔ کسی کو ان سے تکلیف نہ پہنچے۔ اسی خواہش کا حضور نے اپنے ایک شعر میں یوں اظہار فرمایا ع

الٰہی خیر ہی دیکھیں نگاہیں

پھر مجھے جو ماں ملی جس نے میری تربیت کی یعنی حضرت اماں جان۔ وہ ایسی تربیت کرتی تھیں کہ دنیا کا کوئی ماہر نفسیات ایسی تربیت نہیں کر سکتا۔

فرمایا: مجھے یاد ہے کہ ایک دو یتیم بچوں (بہن

بھائی) کو حضرت اماں جان نے پالا تھا آپ نے اپنے ہاتھ سے نہلایا دھلایا اور ان کی جوئیں نکالیں۔ مجھے وہ کمرہ بھی یاد ہے جہاں دستر خوان بچھا تھا اور جس پر اماں جان نے اپنے ساتھ ان بچوں کو کھانے کے لئے بٹھایا لیکن معلوم نہیں مجھے اُس وقت کیا سوجھی کہ میں ان کے ساتھ نہ بیٹھا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اُس دن مجھے حضرت اماں جان نے کھانا نہیں دیا یہاں تک کہ شام کو میں نے خود مانگ کر کھایا۔

اس میں ایک سبق تھا کہ جس کو دنیا یتیم کہتی ہے مسکین کہتی ہے خدائے تعالیٰ کے بندے سمجھتے ہیں کہ ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کی حفاظت کریں اور ان کے نگران بنیں۔

(روزنامہ الفضل ربوہ 17 نومبر 1965ء)

انتخاب خلافتِ رابعہ

حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ 8 اور 9 جون 1982ء کی درمیانی شب بیت الفضل اسلام آباد میں 73 سال کی عمر میں انتقال فرما گئے آپ کی میت ربوہ لائی گئی۔ مورخہ 10/جون 1982ء کو بعد نماز ظہر بیت المبارک ربوہ میں خلافت رابعہ کے لئے مجلس انتخاب کا اجلاس زیر صدارت حضرت مرزا مبارک احمد صاحب ہوا اور حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کو خلیفۃ المسیح الرابع منتخب کر کے اراکین مجلس نے بیعت کی۔ اس کے بعد خلافتِ رابعہ کی پہلی بیعت عام ہوئی جس میں تقریباً پچیس ہزار احباب نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی سعادت حاصل کی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا پہلا خطاب

فرمودہ 10/جون 1982ء

حضور نے فرمایا:

”مجھے سیکرٹری صاحب (مجلس شوریٰ ناقل) نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث (اللہ تعالیٰ ان پر بے شمار رحمتیں نازل فرمائے۔ ان کے تمام مقاصد کو کامیاب کرے تمام نیک کام جن کی بنیادیں انہوں نے رکھیں ہم سب کو ان کو محض رضائے باری تعالیٰ کے جذبے سے معمور ہو کر پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے) کا انتخاب ہوا تو آپ نے سب سے پہلے مختصر خطاب فرمایا اور اس کے بعد بیعت لی۔“

میں سوائے اس کے کچھ نہیں کہنا چاہتا تھا کہ اپنے لیے بھی دعا کریں اور میرے لیے بھی دعا کریں کہ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا......

یہ ذمہ داری اتنی سخت ہے، اتنی وسیع اور اتنی دل ہلا دینے والی ہے کہ اس کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ کا بستر مرگ پر آخری سانس لینے کے قریب یہ فقرہ ذہن میں آتا ہے اَللّٰھُمَّ لَا لِیْ وَلَا عَلَیَّ۔

یہ درست ہے کہ خلیفہ وقت خدا بناتا ہے اور ہمیشہ سے میرا اسی پر ایمان ہے اور مرتے دم تک اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اسی پر ایمان رہے گا یہ

درست ہے کہ اس میں کسی انسانی طاقت کا دخل نہیں اور اس لحاظ سے بحیثیت خلیفہ اب میں نہ آپ کے سامنے، کسی کے سامنے جوابدہ ہوں نہ جماعت کے کسی فرد کے سامنے جوابدہ ہوں لیکن یہ کوئی آزادی نہیں کیونکہ میں براہ راست اپنے رب کے حضور جوابدہ ہوں۔ آپ تو میری غلطیوں سے غافل ہوسکتے ہیں آپ کی میرے دل پر نظر نہیں۔ آپ شائد غائب کی باتوں کا علم نہیں جانتے۔ میرا رب میرا دل کی پاتال تک دیکھتا ہے۔ اگر جھوٹے عذر ہوں گے تو انہیں قبول نہیں فرمائے گا۔ اگر اخلاص اور پوری طرح وفا کے ساتھ، تقویٰ کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے کوئی فیصلہ کیا تو اس کے حضور صرف وہی پہنچے گا۔ اس لئے میری گردن کمزوروں سے آزاد ہوئی لیکن کائنات کی سب سے زیادہ طاقتور ہستی کے حضور جھک گئی اور اسی کے ہاتھوں میں آئی ہے یہ کوئی معمولی بوجھ نہیں۔

میرا سارا وجود اس کے تصور سے کانپ رہا ہے کہ میرا رب مجھ سے راضی رہے۔ اُس وقت تک زندہ رکھے جس وقت تک میں اُس کی رضا پر چلنے کا اہل ہوں اور توفیق عطا فرمائے کہ ایک لمحہ بھی اس کی رضا کے بغیر میں نہ سوچ سکوں، نہ کر سکوں۔ وہم وگمان بھی مجھے اس کا پیدا نہ ہو۔ سب کے حقوق کا خیال رکھوں اور انصاف کو قائم کروں۔ جیسا کہ (دین) کا تقاضا ہے۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ انصاف کے قیام کے بغیر احسان کا قیام بھی ممکن نہیں اور احسان کے قیام کے بغیر وہ جنت کا معاشرہ وجود میں نہیں آسکتا جسے ایتای ذی القربی کا نام دیا گیا ہے۔ اس لئے سب دعائیں کریں۔

پیشتر اس کے کہ میں بیعت کا آغاز کروں میں چاہتا ہوں کہ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب سے درخواست کروں کہ (رفقاء) کی نمائندگی میں آگے تشریف لا کر پہلا ہاتھ وہ رکھیں میری خواہش ہے، میرے دل کی تمنا ہے کہ وہ ہاتھ جس نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود کے ہاتھوں کو چھوا ہے وہ پہلا ہاتھ ہو جو میرے ہاتھ پر آئے۔ حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب سے میں درخواست کرتا ہوں کہ وہ تشریف لائیں۔ اس کے بعد بیعت کا آغاز ہوگا۔''

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۹/جون ۱۹۸۳ء)

انتخابِ خلافتِ خامسہ

مورخہ 19/اپریل 2003ء کو حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع اپنی رہائش واقع احاطہ بیت الفضل لندن میں 75 سال کی عمر میں انتقال فرما گئے۔ مورخہ 22/اپریل 2003ء کی رات بیت الفضل لندن میں مجلس انتخاب خلافت کا اجلاس زیر صدارت مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب ہوا۔ مرکز سلسلہ کے باہر یہ پہلا انتخاب خلافت تھا۔ مجلس انتخاب نے حضرت صاحبزادہ

مرزا مسرور احمد صاحب کو خلیفۃ المسیح الخامس منتخب کیا اور بیعت کا شرف بھی حاصل کیا جس کے بعد بیعت عام ہوئی جس میں تقریباً دس ہزار موجود احباب جماعت اور MTA کے ذریعہ دنیا بھر کے کروڑوں احمدیوں نے خلافت خامسہ سے عقد بیعت باندھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کا پہلا خطاب

مورخہ 22 نومبر 2003ء

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے انتخاب کے بعد پہلے خطاب میں فرمایا:

"آج جس کام کے لئے یہاں مجھے لایا گیا ہے قطعاً اس کا علم نہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے علم وعرفان کو آپ سنتے رہے، دیکھتے رہے۔ خاکسار میں تو کسی بھی قسم کا علم نہیں ہے۔ بہر حال یہاں کیونکہ قواعد میں کسی قسم کی معذرت کی اجازت نہیں اس لئے خاموشی سے اس کو قبول کرنے کے سوا چارہ نہیں آپ لوگوں سے یہ درخواست ہے کہ اگر خدا کو حاضر ناظر جان کر اس یقین کے ساتھ کہ خاکسار یہ فریضہ ادا کر سکتا ہے خاکسار کو اس مقصد کے لئے، اس کام کے لئے مقرر کیا ہے تو آپ سے درخواست ہے میری مدد فرمائیں دعاؤں کے ذریعے۔ نہایت عاجز انسان ہوں۔ دعاؤں کے بغیر یہ سلسلہ چلنے والا نہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی توفیق دے کہ آپ لوگوں کے لئے دعا کر سکوں۔ جو عہد ابھی کیا ہے اس پر پورا اتر سکوں۔ اور آپ لوگوں سے بھی درخواست ہے کہ دعاؤں سے، دعاؤں سے، بہت دعاؤں سے میری مدد کریں۔ اب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے الفاظ میں ہی ایک فقرہ اور کہتا ہوں کہ میری گردن اب خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے محض اور محض اپنے فضل سے ان کاموں کو کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو اس کی رضا کے کام ہوں۔ آمین۔"

(الفضل 5 دسمبر 2003ء)

نصاب سہ ماہی دوم (اپریل تا جون ۲۰۰۷ء)

1- ترجمہ قرآن کریم پارہ نمبر 5 نصف آخر

2- کتاب "ایک غلطی کا ازالہ" از حضرت مسیح موعود علیہ السلام (روحانی خزائن جلد 18)

3- کتاب "پیغام صلح" از حضرت مسیح موعود علیہ السلام (روحانی خزائن جلد 23)

4- کتاب "ہستی باری تعالیٰ" از حضرت مصلح موعود نصف اول (انوار العلوم جلد 6)

(مرسلہ: قائد تعلیم مجلس انصار اللہ پاکستان)

فتح و نصرت تیرے ساتھ ہر دم رہے

(کلام مکرم لئیق احمد عابد صاحب)

تجھ سے ڈرتا بھی ہوں تجھ پہ مرتا بھی ہوں
تو میری جان ہے تو میرا مان ہے
تیرے قدموں میں رہنا میری شان ہے

ہیں تیرے نقش پا روشنی کے دیئے
تو سراپا محبت ہے سب کے لئے
میرا آقا ہے تو، عبدِ رحمٰن ہے
تیرے قدموں میں رہنا میری شان ہے

جس نے دیکھا تجھے وہ تیرا ہوگیا
جان و دل سے وہ تجھ پہ فدا ہوگیا
دلنشیں کس قدر تیری مُسکان ہے
تیرے قدموں میں رہنا میری شان ہے

فتح و نصرت ترے ساتھ ہر دم رہے
ابنِ منصور تجھ کو ترقی ملے

وہ ترے ساتھ ہے جو نگہبان ہے
تیرے قدموں میں رہنا میری شان ہے

ایک پیغام تھا یہ بھی لکھا ہوا
ہم چلے تُو ہماری جگہ بیٹھ جا
تختِ مہدی نے بخشی تجھے شان ہے
تیرے قدموں میں رہنا میری شان ہے

بحرِ عرفان ہے تیرا خطبہ جمعہ
تو نہیں بولتا، ہے خدا بولتا
تجھ سے جاری مسیحا کا فیضان ہے
تیرے قدموں میں رہنا میری شان ہے

تو بڑھا تو ثریا پہ جا دم لیا
تونے دشمن کو تحت الثریٰ کر دیا
تیرے کاموں سے دشمن بھی حیران ہے
تیرے قدموں میں رہنا میری شان ہے

نظام وصیت کی برکات

(از مکرم محمد نصیر اللہ صاحب مربی سلسلہ)

دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ مختلف اوقات مختلف ملکوں، معاشروں اور تنظیموں کو چلانے کے لئے کئی قسم کے نظام وضع کئے گئے تاکہ دنیا میں انسان کو بہتر سے بہتر سہولتوں کے ساتھ منظم انداز میں زندگی گزارنے کا موقع مل سکے ان نظاموں کو وضع کرنے والے چوٹی کے ماہرین، سیاستدان اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگ تھے لیکن حقیقت یہ ہے کہ آج تک کوئی بھی نظام خواہ وہ کمیونزم ہو یا سوشلزم، مارکسزم ہو یا کیپٹل ازم اس دنیا میں کامیابی سے ہمکنار نہ ہوسکا اور وقت گزرنے کے ساتھ اس نظام کی خرابیاں ظاہر ہوتی گئیں اور بالآخر وہ ناکام ہوگیا اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان خواہ کتنا ہی ذہین، کتنا ہی ماہر اور کتنا ہی تعلیم یافتہ کیوں نہ ہو وہ عالم الغیب نہیں ہے وہ اس دنیا اور زمین پر بسنے والے انسان کے مستقبل میں پیش آنے والے حالات اور مسائل کا مکمل ادراک نہیں رکھتا لہذا وہ ذاتی طور پر کوئی ایسا نظام بھی نہیں بنا سکتا جو اس کے دنیا و آخرت میں پیش آنے والے حالات کا مکمل حل پیش کر سکے۔ ہاں ایک ہی ذات ہے جو عالم الغیب ہے۔ جو انسان کے ماضی، حال اور مستقبل سے خوب واقف ہے نہ صرف واقف ہے بلکہ ان کا حل بھی جانتا ہے اور وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات ہے۔ اسی کا قائم کردہ نظام اس دنیا میں کامیابی وکامرانی سے ہمکنار ہوسکتا ہے اور اسی نظام کی اطاعت کرکے انسان دنیا و آخرت میں فلاح پا سکتا ہے۔

آج ایسا نظام ساری دنیا میں صرف جماعت احمدیہ کے پاس ہے۔ میری مراد ''نظام وصیت'' سے ہے یہ نظام دراصل اللہ تعالیٰ کا قائم کردہ نظام ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ قائم کیا اور یہ نظام نہ صرف دنیا بلکہ آخرت میں بھی فلاح پانے کا ذریعہ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے دسمبر ۱۹۰۵ء میں رسالہ الوصیت تحریر فرمایا۔ اس رسالہ میں جہاں آپ نے اپنے وصال کے بعد جماعت احمدیہ میں خلافت کے قیام کی پیش خبری دی وہاں جماعت میں وصیت کے نظام کا اجراء بھی فرمایا۔ جس کے دو مقاصد بیان فرمائے۔

(۱) اشاعت دین اور اشاعت احکام قرآن کریم

(۲) خدمتِ انسانیت

اس رسالہ میں پہلی وصیت حضرت مسیح موعودؑ نے خلافت کے قیام اور اس کی کامل اطاعت کے متعلق جماعت کو فرمائی ہے اور دوسری وصیت ہر فرد جماعت کے لئے یہ ہے کہ وہ اس نظام کا حصہ بن جائے جس کی بنیاد آپ نے اشاعت دین اور انسانیت کی خدمت کے لئے رکھی ہے۔

یہ دونوں نظام یعنی نظام خلافت اور نظام وصیت ہمارے سلسلہ کی جان ہیں۔ اور دونوں ایک دوسرے سے مربوط ہیں یعنی اگر نظامِ خلافت قائم ہے تو اس کے نتیجہ میں ہی نظام وصیت بھی موجود رہے گا چنانچہ جن لوگوں نے نظام خلافت کا انکار کیا وہ نظام وصیت سے بھی محروم ہوگئے۔

نظام وصیت ایک بابرکت نظام ہے جس کی برکات روحانی بھی ہیں اور دنیوی بھی۔ میرے نزدیک نظام وصیت کی سب سے اہم برکت یہ ہے کہ خدا کے حکم سے جاری کیا گیا ہے حضرت مسیح موعودؑ نے رسالہ الوصیت کے آغاز میں ہی فرمایا: ''پہلے میں اس مقدس وحی سے اطلاع دیتا ہوں جس نے میری موت کی خبر دے کر یہ تحریک پیدا کی۔'' اس فقرہ میں حضور نے کتاب کے لکھنے اور اس میں نصائح درج کرنے کے فوری پسِ منظر کا ذکر فرمایا ہے اس کے بعد آپ نے بعض الہامات درج فرمائے ہیں جن میں آپ کی وفات کی خبر دی گئی ہے گویا یہ سب کام خدا تعالیٰ کی وحی کے تابع ہیں یعنی نظام خلافت کا قیام بھی اور نظام وصیت کا اجراء بھی۔ ان الہامات میں سے ایک الہام یہ ہے کہ فرمایا: ''ہم کھلے کھلے نشان تیری تصدیق کے لئے ہمیشہ موجود رکھیں گے۔'' پھر اسی کتاب میں آگے چل کر فرماتے ہیں: ''کوئی نادان اس قبرستان اور اس کے انتظام کو بدعت میں داخل نہ سمجھے کیونکہ یہ انتظام حسبِ وحی الٰہی ہے اور انسان کا اس میں دخل نہیں۔ گویا یہ دونوں نظام یعنی نظام خلافت اور نظام وصیت خدا تعالیٰ کی مرضی سے قائم ہوں گے۔ یہ اپنی ذات میں بھی خدا کے نشان ہوں گے اور دنیا بھی ان کو عظمت کی نگاہ سے دیکھے گی ان نشانوں کا وجود کبھی منقطع نہیں ہوگا یہ دونوں نظام ہمیشہ جاری رہیں گے نیز یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ ان ہر دو نشانات کا وجود حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کو ثابت کرنے کا ذریعہ ہوگا۔

نظام وصیت کی ایک بہت بڑی برکت یہ ہے کہ اس نظام میں شامل ہونے والوں کو جنت کی بشارت دی گئی ہے نظام وصیت میں شامل ہونے والوں کے مدفن کا نام آپ نے خدا تعالیٰ سے علم پا کر بہشتی مقبرہ رکھا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ بھی بتایا کہ بہشتی مقبرہ میں ان لوگوں کی قبریں ہوں گی جو جنتی ہوں گے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

''ایک جگہ مجھے دکھائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں'' اس فقرہ سے ایک تو یہ پتہ لگتا ہے کہ اس مقبرہ کا نام بہشتی مقبرہ خدا تعالیٰ کی طرف سے رکھا گیا ہے۔ دوسرے یہ پتہ لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو یہ خبر دی گئی کہ اس میں برگزیدہ اور بہشتی لوگ دفن ہوں گے جو جنتی ہوں گے گویا یہ پتہ لگا کہ نظام وصیت کی شرائط جو اللہ تعالیٰ کے ایماء پر حضرت مسیح موعودؑ نے تحریر فرمائیں، کو پورا کرنے والے لوگ جنتی ہوں گے اور بہشتی مقبرہ میں دفن ہوں گے۔

نظام وصیت کی برکات میں سے اہم ترین برکت یہ ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اس میں شاملین کے لئے بڑی ہی پُر معارف دعائیں کیں ہیں جو تا قیامت ان کو پہنچتی رہیں گی۔ حضور نے تین بار بڑے ہی درد اور الحاح سے دعائیں کی ہیں اور یہ بات اپنی ذات میں ایک غیر معمولی بات ہے جو سارے نظام وصیت کی عظمت و اہمیت اور برکات پر روشنی ڈالتی ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے تینوں بار دعا کے آخر آمین یا ربّ العالمین کے الفاظ بڑے اہتمام سے درج کئے ہیں یہ بات بھی اشارہ کرتی ہے کہ وصیت کا سارا نظام ربّ العالمین کے اشارہ اور ایماء پر جاری ہوا۔ پہلی دعا کے الفاظ یہ ہیں۔

''میں دعا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اس کو بہشتی مقبرہ بنا دے اور یہ اس جماعت کے پاک دل لوگوں کی خواب گاہ ہو جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کر لیا اور دنیا کی محبت چھوڑ دی اور خدا کے لئے ہو گئے اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کر لی اور رسول اللہؐ کے اصحاب کی طرح وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھلایا۔ آمین یا ربّ العالمین۔''

اس دعا میں حضور نے بہشتی مقبرہ کے بابرکت ہونے، واقعی بہشتی مقبرہ ہونے اور پاک دل لوگوں کی خواب گاہ بنائے جانے کی دعا کی ہے۔

پھر آپ نے یوں دعا کی:

''پھر میں دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر خدا اس زمین کو میری جماعت میں سے ان پاک دلوں کی قبریں بنا جو فی الواقع تیرے لئے ہو چکے اور دنیا کی اغراض کی ملونی ان کے کاروبار میں نہیں۔ آمین یا رب العالمین۔''

اس دعا میں حضور نے دعا کی ہے کہ بہشتی مقبرہ میں ایسے پاک دل لوگوں کی قبریں بنا جو دین کے خادم ہوں اور دنیا کی پرواہ نہ کریں۔

تیسری بار میں آپ نے اپنے مولا سے عرض کیا۔

’’پھر میں تیسری دفعہ دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر کریم خدا! اے خدائے غفور و رحیم! تو صرف ان لوگوں کو اس جگہ قبروں کی جگہ دے جو تیرے اس فرستادہ پر سچا ایمان رکھتے ہیں اور کوئی نفاق اور غرض نفسانی اور بدظنی اپنے اندر نہیں رکھتے اور جیسا کہ حق ایمان اور اطاعت کا ہے بجالاتے ہیں اور تیرے لیے اور تیری راہ میں اپنے دلوں میں جان فدا کر چکے ہیں۔ جن سے تو راضی ہے اور جن کو تو جانتا ہے کہ وہ بکلی تیری محبت میں کھوئے گئے اور تیرے فرستادہ سے وفاداری اور پورے ادب اور انشراحی ایمان کے ساتھ محبت اور اور جانفشانی کا تعلق رکھتے ہیں۔ آمین یا ربّ العالمین۔‘‘

آگے چل کر فرماتے ہیں: ’’بالآخر ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس کام میں ہر ایک مخلص کو مدد دے اور ایمانی جوش ان میں پیدا کرے اور ان کا خاتمہ بالخیر کرے۔ آمین۔‘‘

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی ان نہایت پرسوز دعاؤں کا اصل وارث وہی لوگ بن سکتے ہیں جو اس بابرکت نظام وصیت میں شامل ہیں اور اس کی شرائط کو پورا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے۔

اس نظام کی ایک برکت یہ ہے کہ نہ صرف مقبرہ کا نام خدا تعالیٰ کی طرف سے بہشتی مقبرہ رکھا گیا ہے بلکہ خدا تعالیٰ نے اس میں دفن ہونے والوں کو ہر ایک قسم کی رحمت کا وارث قرار دیا ہے۔ حضور فرماتے ہیں:

’’چونکہ اس قبرستان کے لئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ اُنْزِلَ فِیْھَا کُلُّ رَحْمَۃٍ ہر ایک قسم کی رحمت یعنی اس قبرستان میں اتاری گئی ہے اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اس سے حصہ نہیں۔ اس لئے خدا نے میرا دل اپنی وحی خفی سے اس طرف مائل کیا کہ ایسے قبرستان کے لئے ایسے شرائط لگا دیئے جائیں کہ وہی لوگ اس میں داخل ہوسکیں جو اپنے صدق اور کامل راستبازی کی وجہ سے ان شرائط کے پابند ہوں۔‘‘

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ صرف بہشتی مقبرہ کا نام خدا تعالیٰ نے رکھا ہے اور اس میں دفن ہونے والوں کے لئے بڑی بھاری بشارتیں دی ہیں بلکہ یہاں تک فرمایا کہ ہر ایک قسم کی رحمت اس میں اتاری گئی۔ یہ سب امور بہشتی مقبرہ کے بلند و بالا بابرکت مقام اور اس کے مہبط الانوار ہونے کا قطعی ثبوت ہیں۔

اس بابرکت نظام میں شامل ہونے والوں کے لئے آپ نے فرمایا ’’ اس وصیت کے لکھنے میں جس کا مال

دائمی مدد دینے والا ہوگا اور اس کو (یعنی وصیت کرنے والے کو) دائمی ثواب حاصل ہوگا اور خیرات جاریہ کے حکم میں ہوگا۔''

اس ارشاد میں اس نظام میں شامل ہونے والوں کے لئے زبردست نوید ہے کہ وہ دائمی ثواب کے مستحق ہوں گے اور ان کی قربانی ایسی ہوگی کہ ان کے مرنے کے بعد بھی ان کے ایصال ثواب کا موجب ہوگی اور صدقہ جاریہ کے طور پر اس کا فیض کبھی ختم نہیں ہوگا۔

اس نظام کی ایک برکت آپ نے یہ بیان فرمائی کہ جب بہت سے نیک اور کامل الایمان لوگ ایک ہی جگہ دفن ہوں گے تو آئندہ آنے والے نسلوں کے لئے ازدیاد ایمان کا موجب ہوں گے فرمایا: ''واضح ہو کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ ایسے کامل الایمان ایک ہی جگہ دفن ہوں تا آئندہ کی نسلیں ایک جگہ ان کو دیکھ کر اپنا ایمان تازہ کریں۔ اور تا ان کے کارنامے یعنی جو خدا کے لئے انہوں نے دینی کام کئے ہمیشہ کے لئے قوم پر ظاہر ہوں''

نظام وصیت کی اہمیت وبرکات کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے بیان کے مطابق اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ مومن اور منافق میں تمیز کردے گا اور اس میں شامل ہونے والے راستبازوں میں شمار کئے جائیں گے اور ابد تک خدا تعالیٰ کی ان پر رحمتیں ہوں گی فرمایا'' بلاشبہ اس نے ارادہ کیا ہے کہ اس انتظام سے منافق اور مومن میں تمیز کرے۔'' پھر فرمایا'' ہم خود محسوس کرتے ہیں کہ اس وقت کے امتحان سے بھی اعلیٰ درجہ کے مخلص جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کیا ہے۔ دوسرے لوگوں سے ممتاز ہو جائیں گے اور ثابت ہو جائے گا کہ بیعت کا اقرار انہوں نے پورا کر کے دکھلا دیا اور اپنا صدق ظاہر کردیا۔ بے شک یہ انتظام منافقوں پر بہت گراں گذرے گا اور اس سے ان کی پردہ دری ہوگی اور بعد موت وہ مرد ہوں یا عورت اس قبرستان میں ہرگز دفن نہیں ہو سکیں گے۔ ......لیکن اس کام میں سبقت دکھلانے والے راستبازوں میں شمار کئے جائیں گے اور ابد تک خدا تعالیٰ کی ان پر رحمتیں ہوں گی۔''

نظام وصیت کی برکات کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ نے اس کے شاملین کو بہشتی زندگی کی بشارت دی ہے اور اس میں شامل نہ ہونے والوں کو تنبیہ فرمائی ہے فرمایا'' دیکھو! میں بہت قریب عذاب کی تمہیں خبر دیتا ہوں اور اپنے لئے زاد جلد تر جمع کرو کہ کام آوے۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ تم سے کوئی مال لے لوں اور اپنے قبضہ میں کرلوں۔ بلکہ تمام اشاعت دین کے لئے ایک انجمن کے حوالے اپنا مال کرو گے اور بہشتی زندگی پاؤ گے۔ بہتیرے ایسے ہیں کہ وہ

دنیا سے محبت کر کے میرے حکم کو ٹال دیں گے مگر بہت جلد دنیا سے جدا کئے جائیں گے تب آخری وقت میں کہیں گے۔

ھذا ما وعد ......

نظام وصیت کی برکات میں سے ایک برکت یہ ہے کہ اس کے ذریعہ جمع ہونے والے اموال سے ساری دنیا میں اشاعت دین کا عظیم الشان کام سرانجام دیا جارہا ہے۔ نظام وصیت ہی کی بدولت خدا تعالیٰ کے فضل سے آج جماعت احمدیہ مالی طور پر اتنی مضبوط ہوچکی ہے کہ دنیا کے کناروں تک ...... کا پیغام پہنچا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج دنیا کے بیشتر ممالک میں احمدیت یعنی ...... کا پیغام پہنچ چکا ہے۔ مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کر کے شائع کئے جا رہے ہیں۔ ہزاروں کی تعداد میں مربیان اور معلمین دن رات خدمت دین میں مصروف ہیں۔ ساری دنیا میں ہزاروں بیوت الذکر تعمیر ہوچکی ہیں۔ اشاعت دین کے لئے بہت سے اخبارات اور رسائل نکلتے ہیں ہر سال لاکھوں کتب اور پمفلٹ دنیا کی مختلف زبانوں میں شائع کئے جاتے ہیں۔ ......اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر ہونے والے ہر اعتراض کا منہ توڑ جواب دیا جارہا ہے۔ ایم ٹی اے کے ذریعے 24 گھنٹے دنیا کے کناروں تک ...... کا پیغام پہنچایا جارہا ہے۔ جلسہ ہائے سالانہ کا نظام جاری ہے اور ان ساری کوششوں کی بدولت ہر سال بہت سے نئے افراد اس سلسلہ میں داخل ہورہے ہیں اس کے علاوہ بلالحاظ رنگ وملت اور مذہب ساری دنیا میں دکھی اور ضرورت مند انسانیت کی خدمت کی جارہی ہے۔ مریضوں کا مفت علاج کیا جارہا ہے بچوں کو تعلیم دی جارہی ہے۔ بیواؤں یتیموں اور مسکینوں کا خیال رکھا جارہا ہے اور جوں جوں یہ نظام ترقی کرتا جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ یہ سلسلہ بڑھتا چلا جائے گا۔

نظام وصیت کے قیام کی ایک بہت ہی اہم برکت دنیا کے لئے نظام نو کا قیام ہے آج ساری دنیا وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم کے باعث عجیب وغریب حالات کا شکار ہے۔ غربت اور امارت کے فرق کو مٹانے کے لئے دنیا نے کبھی ایک نظام کا سہارا لیا تو کبھی دوسرے پر ہاتھ ڈالا لیکن اپنی اندرونی کمزوریوں کے باعث یہ نظام بودے ثابت ہوئے اور ناکام ہوگئے۔ اس کے علاوہ مختلف مذاہب نے بھی اپنے طور پر غرباء کی حالت سدھارنے اور عوام کے دکھ درد کو دور کرنے کوشش کی۔ لیکن اپنے مختص الزمان یا مختص القوم ہونے کی وجہ سے اور اپنی اندرونی کمزوریوں کی وجہ سے ناکام ثابت ہوئے۔ ان سب کے برعکس نظام وصیت میں ایسی خصوصیات ہیں کہ امیر کو امیر تر ہونے سے روکتی ہیں۔ اور بغیر کسی جبر وتشدد کے، باہمی رضامندی سے اموال کو امیروں سے لے کر غریبوں کی فلاح وبہبود پر خرچ کیا جا

سکتا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ نظام ساری دنیا کے لئے یکساں کار آمد ہے اس مضمون کو حضرت مصلح موعود نے 1942ء کے جلسہ سالانہ کی تقریر جو نظام نو کے نام سے شائع شدہ ہے خوب کھول کر بیان کیا ہے۔ میں اس میں سے صرف ایک اقتباس درج کرتا ہوں۔ حضور فرماتے ہیں۔

''اگر......حکومت نے ساری دنیا کو کھانا کھلانا ہے، ساری دنیا کو کپڑے پہنانے ہیں، ساری دنیا کی رہائش کے لئے مکانات کا انتظام کرنا ہے، ساری دنیا کی بیماریوں کے لیے علاج کا انتظام کرنا ہے، ساری دنیا کی جہالت کو دور کرنے کے لیے تعلیم کا انتظام کرنا ہے، تو یقیناً حکومت کے ہاتھ میں اس سے بہت زیادہ روپیہ ہونا چاہیے جتنا پہلے زمانہ میں ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت اعلان فرمایا کہ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے ان لوگوں کے لیے جو حقیقی جنت حاصل کرنا چاہتے ہیں یہ انتظام فرمایا کہ وہ اپنی خوشی سے اپنے مال کے کم سے کم دسویں حصہ کی اور زیادہ سے زیادہ تیسرے حصہ کی وصیت کر دیں اور آپ نے فرماتے ہیں ان وصایا سے جو آمد ہوگی وہ......اور اشاعت علم قرآن و کتب دینیہ اور سلسلہ کے واعظوں کے لیے خرچ ہوگی۔ اسی طرح ہر ایک امر جو مصالح اشاعت......میں داخل ہے جس کی اب تفصیل کرنا قبل از وقت ہے وہ تمام امور ان اموال سے انجام پذیر ہوں گے۔

یعنی......کی تعلیم کو دنیا میں قائم اور راسخ کرنے کے لیے جس قدر امور ضروری ہیں اور جن کی تعبیر کرنا قبل از وقت ہے۔ ہاں اپنے زمانہ میں کوئی شخص ان امور کو کھولے گا۔ ان تمام امور کی سر انجام دہی کے لیے یہ روپیہ خرچ کیا جائے گا یہ وہ تعلیم ہے جو حضرت مسیح موعودؑ نے دی۔ آپ صاف فرماتے ہیں کہ ہر ایک امر جو مصالح اشاعت......میں داخل ہے اور جس کی اب تفصیل کرنا قبل از وقت ہے اس پر یہ روپیہ خرچ کیا جائے گا۔ اس کا صاف مطلب یہ تھا کہ ایسے امور بھی ہیں جن کو ابھی بیان نہیں کیا جا سکتا اور یہ عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے جب دنیا چلا چلا کر کہے گی کہ ہمیں ایک نئے نظام کی ضرورت ہے۔ تب چاروں طرف سے آوازیں اُٹھنا شروع ہو جائیں گی کہ آؤ ہم تمہارے سامنے ایک نیا نظام پیش کرتے ہیں، روس کہے گا کہ آؤ میں تم کو اک نیا نظام دیتا ہوں۔ ہندوستان کہے گا کہ آؤ میں تم کو نیا نظام دیتا ہوں۔ جرمنی اٹلی کہے گا کہ آؤ میں تم کو اک نیا نظام دیتا ہوں امریکہ کہے گا آؤ میں تم کو نیا نظام دیتا ہوں۔ اس وقت میرا قائم مقام قادیان سے کہے گا کہ نیا نظام ''الوصیت'' میں موجود ہے اگر دنیا فلاح و بہبود کے رستہ پر چلنا چاہتی ہے تو اس کا ایک ہی طریق ہے اور وہ یہ ہے کہ الوصیت کے پیش کردہ نظام کو دنیا میں جاری کیا جائے۔

حضرت مصلح موعود کے اس ارشاد سے بخوبی اس نظام نو کے نقش کی وضاحت ہو جاتی ہے بلاشبہ اس نظام کے

ذریعہ ہی ساری دنیا کی بہبود ممکن ہے یہ نظام ایک دن ضرور دنیا میں قائم ہوگا۔ کیونکہ اسی میں ساری دنیا کی فلاح ہے اللہ تعالیٰ وہ دن جلد لائے۔

مضمون کے آخر پر نظام وصیت کی برکات کے حوالے سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایک اقتباس تحریر کرتا ہوں کہ آپ نے جلسہ سالانہ برطانیہ 2004 کے اختتامی خطاب میں ارشاد فرمایا۔ حضور رسالہ الوصیت کے ذکر میں فرماتے ہیں:

اس رسالہ میں آپ نے خدا کے ایسے پسندیدہ اور کامل الایمان لوگوں کے بارے میں خدا تعالیٰ سے اطلاع پا کر بتایا کہ یہ حقیقت میں بہشتی لوگ ہوں گے جب وصیت کا انتظام شروع کیا اس وقت 1905ء میں آپ نے یہ رسالہ لکھا اور اس کو لکھنے کی وجہ یہ بیان فرمائی تھی کہ خدا تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ میرا وقت قریب ہے اور اب ایک تو نظام خلافت کا سلسلہ شروع ہوگا جو میرے بعد میرے کاموں کی تکمیل کرے گا اور دوسرا اس سلسلے کو چلانے کے لئے ایسے مخلصین جماعت میں پیدا ہوتے رہیں گے جن کا پہلے ذکر آچکا ہے جو روحانیت کے بھی اعلیٰ معیار تک پہنچنے والے ہوں گے اور مالی قربانیوں کو بھی اعلیٰ معیار تک پہنچانے والے ہوں گے اور ایسے مخلصین جو ہوں گے ان کی انفرادیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انہیں بہشتی قرار دیا ہے اور اس وجہ سے ان کا ایک علیحدہ قبرستان بھی ہوگا جہاں ان کی تدفین ہوگی۔ اس لئے بہشتی مقبرہ کا قیام عمل میں آیا۔

پس یہ وہ نظام ہے جو اس زمانے میں خدا تعالیٰ کا قرب پانے کی یقین دہانی کرانے والا نظام ہے یہ وہ نظام ہے جو دین کی خاطر قربانیاں دینے والی جماعت کا نظام ہے اور یہ وہ جماعت ہے جو دکھی انسانیت کی خدمت کرتی ہے پس ہر احمدی ان باتوں کو سننے کے بعد غور کرے اور دیکھے کہ کس قدر فکر سے اور کوشش سے اس نظام میں شامل ہونا چاہیے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہماری نیکی کے معیار وہاں تک نہیں پہنچے جو حضرت مسیح موعودؑ کے اس معیار کی شرائط کو پورا کرسکیں۔ تو وہ سن لیں کہ یہ نظام ایک ایسا انقلابی نظام ہے کہ اگر نیک نیتی سے اس میں شامل ہوا جائے اور شامل ہونے کے بعد جیسا آپ نے فرمایا ہے اپنے اندر بہتری کی کوشش بھی کی جائے تو اس نظام کی برکت سے روحانی تبدیلی جو کئی سال کی مسافت ہے وہ دنوں میں اور دنوں کی گھنٹوں میں طے ہوجائے گی۔ پس اپنی اصلاح کی خاطر بھی اس نظام میں احمدیوں کو شامل ہونا چاہیے اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی اس نظام میں شامل ہونے والون کے لئے جو دعائیں ہیں ان سے حصہ لینا چاہیے۔"

جبینیں تر لئے سجدوں میں تم گر جاؤ پروانو

(کلام: مکرم محمد افتخار احمد نسیم صاحب)

فروزاں ہوگئی شمع خلافت آؤ پروانو
کہ سوزِ عشق کی حِدّت میں تم جل جاؤ پروانو

خدا کا نور پھر نور خلافت بن کے اُترا ہے
منّور کرلو سینے اپنے اسی سے آؤ پروانو

یہی ''مسرور'' ہے جس کے خدا بھی ساتھ ہے دیکھو
تو وابستہ اسی دامن سے تم ہو جاؤ پروانو

دعاؤں کا خزانہ پھر سے بخشا میرے مولیٰ نے
اسی سے تم ہزاروں فیض پاؤ! آؤ پروانو

سمندر کی طرح لُطف و کرم ہے جس کے سینے میں
اسی لُطف و کرم سے اپنا حصہ پاؤ پروانو

یہ انعامِ خلافت ہم پہ ہے احسانِ ربّانی
تشکر میں یہ تن، من، دھن، لٹادو آؤ پروانو

جواں بھی ہے، جری بھی ہے، یہ میر کارواں اپنا
قیادت میں اسی کی آگے بڑھتے جاؤ پروانو

رہے سایہ فگن ہم پر خلافت تا قیامت یہ
جبینیں تر لئے سجدوں میں تم گر جاؤ پروانو

یہ دربارِ خلافت ''ابنِ شاہ'' ہے شہنشاہ جس کا
اسی دربار سے وابستہ تم ہو جاؤ پروانو

مکرم خواجہ سرفراز احمد صاحب ایڈووکیٹ

راقم: مکرم عبدالباسط بٹ صاحب شیخوپورہ

معاشرہ میں نمایاں مقام حاصل کرنے کے لئے دعا اور محنت اور لگن ضروری ہے اگر انسان محنت کا عادی اور مشقت کے فن سے آشنا ہو تو ترقی کی راہیں کشادہ ہو جاتی ہیں۔ جہد مسلسل اور عمل پیہم ترقی کے لئے مشعل راہ ہیں۔ ان اصولوں پر عمل کر کے انسان نمایاں مقام حاصل کر سکتا ہے اور معاشرے میں مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ ایسے ہی ایک نافع الناس وجود کا نام خواجہ سرفراز احمد صاحب ایڈووکیٹ ہے۔

محترم خواجہ صاحب سے میری شناسائی زیادہ پرانی نہیں۔ ان سے پہلا رابطہ اس وقت ہوا جب ایک جماعتی مقدمہ کو سیشن کورٹ شیخوپورہ ریفر کیا گیا۔ خاکسار اس وقت بحیثیت قائد ضلع شیخوپورہ خدمات سرانجام دے رہا تھا اور مرکز کی طرف سے محترم خواجہ صاحب کو مذکورہ مقدمہ کی پیروی کی ہدایت کی گئی۔ خاکسار کے ذمہ مقدمہ سے متعلق مواد کی فراہمی و دیگر امور کی انجام دہی تھی۔ اس کیس کی سماعتوں کے دوران رابطہ بڑھا جو بعد میں خلوص اور وفا کے مضبوط بندھن میں تبدیل ہو گیا۔

اکثر جماعتی مقدمات میں محترم خواجہ صاحب سے ہمراہی کا شرف حاصل رہا از راہ شفقت جب بھی خاکسار کو یاد کیا خاکسار کو خدمت کے لئے حاضر پایا۔

مرحوم کی سب سے بڑی خوبی جس نے مجھے بے حد متاثر کیا وہ ان کا اللہ تعالیٰ کی ذات پر غیر معمولی توکل تھا اور اپنی ذات کے حوالے سے انکساری، ہر مشکل میں اور مقدمہ کی پیروی سے قبل دعا کو اولیت دیتے۔ سادگی ان کا شعار تھا۔ بظاہر معمولی اور چھوٹا کام اپنے ہاتھ سے کرنے کو ترجیح دیتے اور ہمیشہ اپنے ہاتھ سے کام کرنے میں فخر محسوس کرتے۔ مہمان نوازی میں ان کا اپنا خاص انداز تھا مہمان نوازی میں کوئی کوتاہی ہرگز برداشت نہ کرتے۔ جب بھی خاکسار کو ان کے ہاں حاضری کا موقع ملا آپ کی مہمان نوزی سے خاکسار نے خوب حظ اُٹھایا۔ دیگر مشترکہ دوستوں کی بھی موصوف کے بارے میں یہی رائے رہی۔ دوستوں اور ساتھیوں سے ہمیشہ محبت سے پیش آتے اور مناسب مشورہ دینے میں کبھی بھی تامل نہ کیا۔

جماعتی مقدمات کے حوالہ سے ہمیشہ فکر مند رہتے دیگر ذاتی پریکٹس کے مقدمات کو پس پشت ڈال کر جماعتی مقدمات کی پیروی کو ترجیح دیتے۔ ایک موقع پر ایک جماعتی مقدمہ کی پیروی کے دوران نجی امور کے ضمن میں کینیڈا جانے کا مشورہ دیا گیا تو مرحوم نے یہ کہہ کر جانے سے انکار کر دیا کہ ایسی صورت میں ذاتی مفاد کو ترجیح نہیں دے سکتا۔ مگر ذاتی معاملہ کی نوعیت کے پیش نظر مکرم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس (جو اس وقت ناظر اعلیٰ تھے) نے کینیڈا جانے کی تلقین فرمائی تو مقدمہ کی سماعت کے دوران وقفہ میں کینیڈا چلے گئے اور آئندہ تاریخ پیشی سے پہلے کینیڈا میں کام مکمل کر کے واپس وطن پہنچ گئے۔

جماعتی مقدمات کی پیروی کے دوران ان کی حالت مرغ بسمل کی طرح ہوتی۔ عدالتی معاملات میں ذاتی مداخلت کے خلاف تھے عدالتی کارروائی اس کی صوابدید پر رہنے دیتے۔ پیارے آقا جب ناظر اعلیٰ تھے تو ان کے خلاف جماعتی مقدمہ ختم ہونے پر مرکز میں تشریف

لائے۔مبارک باد پیش کی خوشی کا اظہار کیا دوران گفتگو حضرت صاحبزادہ صاحب نے خاکسار کی طرف اشارہ کر کے خواجہ صاحب سے فرمایا آپ نے خواجہ باسط کو آدھا وکیل بنا دیا ہے جواباً بیان کیا کہ اب یہ آدھا نہیں پورا وکیل ہے۔

جماعتی معاملات اور نظام کی اطاعت کو ہمیشہ اہمیت دیتے۔ان کے بھائی مکرم خواجہ ظفر احمد صاحب کی جب بطور امیر ضلع سیالکوٹ تقرری ہوئی تو احتراماً ''امیر صاحب'' کہہ کر مخاطب کرنا شروع کیا۔مکرم خواجہ ظفر احمد صاحب نے کہا کہ میں آپ کا چھوٹا بھائی ہوں آپ بے شک میرا نام لے کر پکارا کریں۔اس پر آپ نے فرمایا کہ جب حضور نے آپ کو 'امیر' مقرر فرمایا ہے تو میں آپ کا احترام کیوں نہ کروں۔

وکالت کے پیشہ سے دلی لگاؤ اور عشق تھا۔ابتدائی عدالتوں سے عدالتِ عظمیٰ تک ان کی ایمان داری، نیک نام اور باعلم ہونے کی ایک الگ پہچان تھی بعض اوقات دوران سماعت جج قانونی امور پر خواجہ صاحب سے مشورہ کرتے تو آپ دیانتداری اور نیک دلی سے مشورہ دیتے جس پر جج آپ کے مشکور ہوتے آپ اپنے مؤقف کو اصولی طور پر بیان کرتے اور پھر اس بات پر ڈٹ جاتے۔

اپنے مؤکلوں کے ساتھ ہمیشہ ہمدردی کا سلوک کرتے ان کے حالات کے مطابق ہی فیس لیتے بارہا ایسا ہوا کہ حالات کا علم ہونے پر وصول شدہ فیس سے زیادہ رقم واپس کر دی۔

اپنے شاگرد وکلاء ساتھیوں کا احترام کرتے۔قانونی نکات پر تبادلہ خیال کرتے مفید مشورے دیتے۔عدالتی احترام کو ملحوظ رکھتے۔ عدالت اور قانون کا احترام ان کا خاصہ تھا۔خلاف قانون بات کو سختی سے رد کر دیتے۔خلافت اور خاندان مسیح موعود علیہ السلام کا بے حد احترام کرتے۔مرکزی نمائندگان کا احترام ان کی شخصیت میں رچا ہوا تھا۔

جماعتی مقدمات کی پیروی کے دوران حضور انور کی خدمت میں دعا کی درخواست کرتے جواب آنے پر تمام دوستوں کو اپنی خوشیوں میں یہ کہہ کر شریک کرتے یہی دعائیں میرا خزانہ ہے۔

ان کی عائلی زندگی بھی مثالی تھی بچوں سے باہمی دلچسپی کے امور پر گفتگو کرتے مشورہ اور رہنمائی سے نوازتے۔بیٹیوں سے بے پناہ محبت کرتے۔

اپنی زندگی کے آخری دن ایک جماعتی مقدمہ کی پیروی کے سلسلہ میں ہائی کورٹ روانہ ہونے لگے بعض ساتھی وکلاء نے بتایا کہ کچھ لوگ آپ کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں محتاط رہیں۔جواباً کہا کہ میرا خدا پر توکل ہے اور وہی میرا محافظ ہے۔میرا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔کیونکہ خلیفہ وقت کی دعائیں میرے ساتھ ہیں۔میں اللہ کی حفاظت میں ہوں۔

محترم خواجہ صاحب نے ایک مرتبہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ایک خط کی کاپی خاکسار کو دی تھی جواب تک میرے پاس محفوظ ہے احباب کی دلچسپی کے لئے اُسے یہاں درج کرتا ہوں۔

پیارے عزیزم خواجہ سرفراز احمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اسیران راہ مولا میانوالی، راجن پور کے متعلق رہائی کی رپورٹ پڑھ کر میرا دل خدا تعالیٰ کی حمد وثناء سے بھر گیا۔الحمدللہ ثم الحمدللہ

میرے اور جماعت کے لئے عید کا ایک باب تحفہ ہے خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو کس طرح آزماتا ہے اور پھر کس طرح کندن بنا کر باہر نکالتا ہے کہ وہ قرون اولیٰ کے مومنین دکھائی دینے لگتے ہیں یہی تو زندہ نشان ہیں جو خدا تعالیٰ اپنے مسیح پاک کی خاطر دکھاتا ہے اور اپنی قدرت نمائی کرتا ہے۔

اس ..... پر آپ نے جس رنگ، جذبہ، عقل و دانش سے کام کیا ہے وہ تاریخ میں ہمیشہ سنہری حروف سے لکھا جائے گا اس کے ایک ایک واقعہ پر دل کی گہرائی سے آپ کی ایک ایک ادا پر دعا نکلتی رہی ہے۔ اور یہ واقعہ تو عظیم الشان ہے۔ مبارک ہو۔ عید مبارک ہو۔ میری طرف سے اپنے تمام عزیز و اقارب کو بہت بہت محبت بھرا اسلام اور عید مبارک اور اعلیٰ کامیابی کی روحانی اور مبارک۔

والسلام خاکسار مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع

محترم خواجہ صاحب کی وفات پر حضور انور نے ارشاد فرمایا کہ

''ان کے کارنامے آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔''

یہ عظیم انسان زندگی کے آخری دن تک خدمت سلسلہ کی توفیق پاتا ہوا۔ دنیا سے رخصت ہوا اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔ ورثا کو ان کے نیک اعمال آگے بڑھانے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

آگے قدم بڑھائے جا

مرتبہ: مکرم غلام مصباح بلوچ صاحب

☆ ریفریشر کورسز زیر اہتمام مجلس انصار اللہ زعامت علیا مغلپورہ لاہور: ماہ جنوری میں کل 7 ریفریشر کورسز کا انعقاد کیا گیا جس میں زعامت علیا کی سطح پر 3 اور حلقہ جاتی سطح پر 4 ریفریشر کورسز ہوئے جس میں 6/6 حلقہ جات شامل ہوئے۔ اس کے علاوہ ایک رپورٹنگ ورکشاپ کا بھی انعقاد کیا گیا۔

☆ رپورٹ تربیت نو مبایعین انصار اللہ ضلع شیخوپورہ: ماہ نومبر 2006ء میں ضلع شیخوپورہ کے چار حلقوں (سید والہ، ننکانہ صاحب، سانگلہ ہل اور 117 چھور مغلیاں) کے شعبہ تربیت نو مبایعین کے حوالے سے دو مقامات پر اجلاسات ہوئے جن میں کل 148 نو مبایعین شامل ہوئے۔ اس طرح ایک مرکزی نمائندہ برائے رابطہ نو مبایعین کی زیر صدارت ایک ضلعی میٹنگ بھی ہوئی۔

شعبہ اصلاح و ارشاد کے تحت ضلع شیخوپورہ کے 13 حلقہ جات کی کلاسز داعیان الی اللہ کا انعقاد کیا گیا جو 11 نومبر تا 21 نومبر مختلف مقامات پر جاری رہیں، ان کلاسز میں کل 283 انصار شامل ہوئے۔

حلقہ وار اجتماعات و ریفریشر کورس انصار اللہ ضلع شیخوپورہ نومبر 2006ء جن میں 13 مجالس کے 169 انصار شامل ہوئے۔ اسی طرح 6 حلقہ جات ریفریشر کورسز کا انعقاد کیا گیا جس میں 23 مجالس کے 83 اراکین عاملہ شامل ہوئے۔

مقابلہ حسن کارکردگی بین المجالس انصار اللہ پاکستان 2006ء

سال 2006ء/1385ھش میں زعماء اعلیٰ اور زعماء مجالس مقامی انصار اللہ پاکستان میں کارکردگی کے لحاظ سے علم انعامی کی حقدار اور پہلی دس مجالس کی فہرست حضور کی خدمت میں منظوری کے لئے بھجوائی گئی تھی۔ مجلس عاملہ کی رائے کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے منظور فرمالیا ہے۔اللہ تعالیٰ ان سب مجالس کے لئے یہ اعزاز مبارک فرمائے آمین۔

اوّل اور علم انعامی کی حقدار: مجلس انصار اللہ مارٹن روڈ کراچی
اوّل اور علم انعامی کی حقدار: مجلس انصار اللہ مغلپورہ لاہور
} دونوں مجالس اوّل قرار پائیں

دوم: مجلس انصار اللہ دارالذکر فیصل آباد،

سوم: مجلس انصار اللہ ربوہ

چہارم: مجلس انصار اللہ بلدیہ ٹاؤن کراچی

پنجم: مجلس انصار اللہ دارالسلام لاہور،

ششم: مجلس انصار اللہ دارالحمد فیصل آباد

ہفتم: مجلس انصار اللہ بیت النور لاہور

ہشتم: مجلس انصار اللہ کریم نگر فیصل آباد

نہم: مجلس انصار اللہ ڈیفنس لاہور

دہم: مجلس انصار اللہ نشاط کالونی لاہور

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ پاکستان)

مقابلہ حسن کارکردگی بین الاضلاع 2006ء

سال 2006ء، 1385 ہش میں ناظمین اضلاع مجالس انصار اللہ پاکستان کی کارکردگی کا جائزہ لیا گیا۔حسن کارکردگی کے لحاظ سے مجلس عاملہ کے رائے میں مندرجہ ذیل ناظمین اضلاع اسناد خوشنودی کے حقدار قرار پائے ہیں۔مجلس عاملہ کی رائے کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے منظور فرمالیا ہے۔اللہ تعالیٰ ان سب اضلاع کے لئے یہ اعزاز مبارک فرمائے آمین۔

اوّل	نظامت ضلع لاہور	ناظم ضلع مکرم چوہدری منیر مسعود صاحب
دوم	نظامت ضلع کراچی	ناظم ضلع مکرم قریشی محمود احمد صاحب
سوم	نظامت ضلع سیالکوٹ	ناظم ضلع مکرم عبدالحمید گوندل صاحب

مقابلہ حسن کارکردگی بین العلاقہ 2006ء

سال 2006ء/1385 ہش میں ناظمین علاقہ جات انصار اللہ پاکستان کی کارکردگی کا جائزہ لیا گیا۔حسن کارکردگی کے لحاظ سے مجلس عاملہ کی رائے میں مندرجہ ذیل ناظمین علاقہ جات اسناد خوشنودی کے حقدار قرار پائے ہیں۔مجلس عاملہ کی رائے کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے منظور فرمالیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب علاقہ جات کے لئے یہ اعزاز مبارک فرمائے آمین۔

اوّل	نظامت علاقہ لاہور	ناظم علاقہ مکرم طاہر احمد ملک صاحب
دوم	نظامت علاقہ گوجرانوالہ	ناظم علاقہ مکرم منصور احمد رانا صاحب
سوم	نظامت علاقہ میرپور خاص	ناظم علاقہ مکرم سیف علی صاحب شاہد

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ پاکستان)